اسلامی کہانیاں

حصہ دوم

انعام اللہ خاں ناصر

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

پیش لفظ

(از مولوی بشیر احمد صاحب بی اے لدھیانوی)

انسان نے جب سے ہوش سنبھالا ہے کہانیاں کہتا اور سنتا
آرہا ہے۔ گویا کہانیاں انسان کی فطرت کا جزو بن چکی ہیں بچوں کی
لیم و تربیت میں کہانیوں کو بہت دخل ہے۔ اور ماہرین تعلیم نے
بات تسلیم کر لی ہے۔ ہمارے قدیم ہندوستانی بزرگ پنجتنتر کی
شکل میں حکیمانہ کہانیوں کا ایک عمدہ مجموعہ چھوڑ گئے ہیں۔ اس کا
ی ترجمہ انوار سہیلی کے نام سے مشہور ہے۔ حکایات لقمان کو بھی
یات اطفال میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ حکمت اور دانائی
باتیں جانوروں کی زبان سے ادا کرنا قدیم حکماء کا کام تھا حکمائے
لام نے گھریلو زندگی کے سچے واقعات سے سبق سکھانے کا
قہ اختیار کیا۔ اگرچہ پہلا طریقہ ایک لحاظ سے اچھا ہے۔ لیکن
ہر ازیادہ ترقی یافتہ ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ
اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں حکمت کی بعض باتوں کی تشریح میں
یہ واقعات بیان کئے ہیں جن کا دل پر بہت اثر ہوتا ہے خصوصاً

بچپن میں پڑھے ہوئے واقعات انسان کی سیرت پر بڑا اثر
ہیں۔

مؤلف نے اس کتاب میں کیمیائے سعادت سے ایسے
واقعات چھوٹی چھوٹی حکایتوں کی صورت میں مختلف عنوانات
جمع کر دیئے ہیں۔ اور اس کا نام اسلامی کہانیاں اس وجہ سے
گیا ہے کہ کہانیوں میں اسلام کا نظریۂ حیات ماننے والے
کے حالات ہیں۔ راقم الحروف کو یقین ہے کہ جس طرح حضر
امام غزالیؒ کی احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت اس کے
بچپن پر اثر انداز ہوئیں اسی طرح کہانیوں کا یہ مجموعہ مسلم بچو
سیرت کی تعمیر میں ممد ثابت ہو گا اور ضمنی طور پر پاکیزہ ہندو
سکھانے کا ذریعہ بنے گا۔

۲۳ فروری ۱۹۴۵ء
بیت الحکمت نیا بازار لاہ

انتساب

چونکہ اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں عزیز محمد یونس صاحب نے بہت مدد دی ہے۔ اس لئے انہی کے نام سے منسوب کی جاتی ہے۔

انعام اللہ خاں ناصر

اس تالیف کا ماخذ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب [کیمیائے] سعادت ہے۔

۵ فروری ۱۹۴۵ء

فہرست

فضیلت کسب و جہاد | حضرت امام احمد حنبل سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ
اس شخص کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے
کہ خدا مجھے روزی دیگا۔ آپ نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے۔ شرع
نہیں جانتا۔ اس واسطے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میری روزی نیزہ کے سایہ میں
رکھی ہے۔

آداب طعام | حضرت یونس علیہ السلام روٹی اور ترکاری دوستوں
کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالےٰ تکلف کرنے والوں
پر لعنت نہ کرتا تو میں تکلف کرتا۔

ایک شخص حضرت سلمان کے پاس گیا آپ نے جو کی روٹی اور نمک
اس کے سامنے رکھ دیا۔ مہمان نے کہا کہ اگر اس کے ساتھ سعتر ایک

بُوٹی جسے لوگ پودنہ کی طرح کھاتے ہیں) بھی ہو تو خوب ہے۔ حضرت سلمان کے پاس سفر خریدنے کے لئے اس وقت کچھ نہ تھا۔ گھر سے لوٹا لے گئے۔ اور اس کو گرو رکھ کر سفر لائے۔ مہمان نے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کہا الحمدللّٰہ الذی قنعنا بما رزقنا (اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اس نے رزق مقدر پر مجھے قناعت دی) حضرت سلمان نے کہا۔ کہ اگر تجھے قناعت نصیب ہوتی تو میرا لوٹا گرو نہ ہوتا۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے کچھ دوست ان کی غیر حاضری میں مکان پر گئے۔ اور جو کھانا موجود تھا اسے بے تکلف نوش کرلیا۔ حضرت سفیان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا۔ آپ لوگوں نے مجھے اگلے بزرگوں کے اخلاق یاد دلادیئے۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہ، کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ ان شرطوں سے قبول کرتا ہوں کہ اول بازار سے کچھ نہ لا دوسرے جو کچھ موجود ہو اس میں سے پھیر کر نہ لے جا اور اپنے اہل وعیال کو پورا حصہ دے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر گئے۔ اور ان کی غیر حاضری میں کھانا نوش فرمایا۔

ایک دوست نے ایک بزرگ سے تکلف کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم جب

اکیلے ہوتے ہوتو ایسا کھانا نہیں کھاتے۔ اور میں کبھی تنہا ہوتا ہوں تو ایسا
کھانا نہیں کھاتا جب میں اور تم ہوں تو یہ تکلف کیسا؟ یا تم تکلف چھوڑ دو
یا میں تمہارے پاس آنا ترک کر دوں۔

حضرت امام شافعیؒ بغداد میں زعفرانی کے مکان پر مقیم تھے۔
زعفرانی ہر روز کھانے کی اقسام لکھ کر باورچی کو دیدیتا۔ ایک روز
حضرت امام شافعیؒ نے خلافِ معمول اپنے قلم سے ایک کھانا
فہرست میں بڑھا دیا۔ زعفرانی نے فہرست میں امام صاحب کا نوشتہ
دیکھ کر فرطِ مسرت سے لونڈی کو آزاد کر دیا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے ایک روز دعوت میں بہت سا کھانا
رکھا۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ان سے کہا۔ کیا تمہیں اسراف کا
خوف نہیں۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے جواب دیا۔ کہ دوستوں کے
ساتھ جو کھانا کھایا جائے اس میں اسراف نہیں ہوتا۔

فوائد نکاح حضرت ابن المبارکؒ چند بزرگوں کے دوش بدوش جہاد
میں مشغول تھے کسی نے پوچھا۔ کوئی کام جہاد سے بھی افضل ہے
حضرت ابن المبارک نے کہا کہ میں جانتا ہوں اور وہ کام یہ ہے کہ
جس شخص کے اہل و عیال ہوں اور وہ ان کو اچھی طرح رکھے۔ اور جب
رات کو بیدار ہو اور بچوں کے جسم سے کپڑا ہٹا دیکھے تو انہیں اڑھادے

ایک بزرگ کی اہلیہ فوت ہوگئیں۔ دوستوں نے دوسرے نکاح کی رائے دی۔ مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ تنہائی میں فراغت اور اطمینان بہت ہے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور کچھ لوگ فضا میں اڑ رہے ہیں۔ پرواز کرتے کرتے جب ان کے پاس آئے تو ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ وہی شوم ہے"

دوسرا۔ "ہاں"

تیسرا۔ "یہ وہی بدبخت ہے۔"

چوتھا۔ "ہاں"

یہ بزرگ ان لوگوں کی ہیبت سے ڈرے پرواز کرنے والے ...ردوں کے بعد ایک لڑکا آیا۔ اس سے پوچھا کہ یہ شوم کس کو کہتے تھے۔ لڑکے نے کہا تم ہی شوم ہو۔ اس وجہ سے کہ پہلے تمہارے اعمال ...ہدین کے ساتھ آسمان پر لے جاتے تھے۔ اب نہ معلوم تم نے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ سے تمہارا نام مجاہدوں کے زمرہ سے کٹ گیا ہے" ...سری صبح کو ان بزرگ نے نکاح کر لیا۔

...سب و تجارت | حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا۔

اور پوچھا تو کیا کرتا ہے؟ اس نے کہا عبادت کرتا ہوں۔ پوچھا کہ معاش کی کیا صورت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک بھائی ہے جو میری معاش کا کفیل ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھ سے زیادہ عابد ہے۔

حضرت اوزاعی نے ابراہیم ادہمؒ کو دیکھا کہ لکڑیوں کا گٹھا گردن پر رکھے لاتے ہیں۔ پوچھا کہ آپ کب تک یہ کسب کرتے رہینگے؟ آپ کے مسلمان بھائی آپ کو اس تکلیف سے بچا سکتے ہیں۔ فرمایا چپ رہو کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص طلب حلال کے واسطے ادنٰی جگہ کھڑا ہوگا۔ اس پر بہشت واجب ہو جائیگی۔

حضرت یونس بن عبید رحمۃ اللہ تعالٰے ریشم کی تجارت کرتے تھے۔ لیکن خریدار سے مال کی تعریف کبھی نہ فرماتے تھے۔ ایک روز ان کے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا۔ اے خدا جنّت کے کپڑے عطا فرما۔ حضرت یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا۔ اور جس چیز سے ریشم نکالتے تھے اسے پھینک دیا۔ ڈرے کہ شاگرد کی یہ دعا درحقیقت اپنے مال کی تعریف ہے۔

ایک دن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک گندم فروش کی دکان کے قریب سے گذرے۔ اور اس کے گندم کے انبار میں

دست مبارک ڈالا۔ دانوں میں کچھ نمی محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہ نکال دیتے۔ جو دغا بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

ایک شخص نے اپنا ایک اونٹ جس کے پاؤں میں کچھ عیب تھا تین سو درم کے عوض فروخت کر دیا۔ حضرت واثلہ بن الاسقعؓ وہاں کھڑے تھے پہلے تو اس سے غافل رہے جب معلوم ہوا تو خریدار کے پیچھے دوڑے۔ اور کہا کہ اس کے پاؤں میں عیب ہے۔ خریدار واپس آیا اور تین سو درم پھیر لئے۔ بیچنے والے نے حضرت واثلہ بن الاسقع سے کہا۔ کہ آپ نے میرا معاملہ کیوں خراب کر دیا۔ فرمایا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ جائز نہیں کہ کوئی چیز بیچی جائے اور اس کا عیب خریدار سے پوشیدہ رکھا جائے۔ اور دوسرے کو جائز نہیں کہ جانتا ہو اور خریدار کو آگاہ نہ کرے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہم سے بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانوں کو نصیحت کریں۔ اور ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔

بصرہ کے ایک سوداگر کو شہر سوس سے اس کے ایک غلام نے خط لکھا کہ یہاں امسال نیشکر کی فصل خراب ہو گئی ہے۔ اور کسی کو یہ بات نہ بتانا۔ سوداگر نے یہ اطلاع پا کر بہت سی شکر مول لے لی۔ اور قیمت چڑھ جانے پر بیچی۔ تیس ہزار درم کا فائدہ ہوا۔ اس

کے بعد دل میں خیال کیا کہ میں نے ایک مسلمان کو دغا دی اور نیشکر کی خبر اس سے چھپائی۔ تیس ہزار درم لے کر اس کے پاس گئے اور کہا کہ تیرا مال ہے۔ شکر فروش نے کہا کیونکر۔ اس پر تمام ماجرا سُنایا۔ اُس نے کہا کہ یہ رقم میں نے آپ کو دی۔ اصرار کے باوجود جب اس نے تیس ہزار درم واپس نہ لئے تو یہ گھر چلے آئے لیکن رات کو پھر یہ خیال آیا کہ شاید اس نے تیس ہزار درم شرم و لحاظ کی وجہ سے واپس نہ لئے ہوں۔ دوسرے دن پھر گئے اور نہایت اصرار کے ساتھ یہ رقم اس کے حوالہ کر دی۔

احسان حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ دکان کرتے تھے۔ اور پانچ دینار سیکڑہ سے زیادہ نفع نہ لیتے تھے۔ ایک بار ساٹھ درم کے بادام خریدے۔ اتفاقاً چند روز بعد بادام کا بھاؤ چڑھ گیا ایک دلال ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ بادام فروخت کر دیجئے آپ نے کہا کہ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تو ۶۳ دینار کو فروخت کرے۔ دلال نے کہا کہ بادام کی قیمت تو سو روپیہ ہے۔ حضرت سری سقطیؒ نے کہا کہ میں عہد کر چکا ہوں کہ پانچ دینار سیکڑہ سے زیادہ نفع نہ لونگا۔ اور اس عہد کا توڑنا جائز نہیں سمجھتا۔ اس شرط پر دلال نے بادام نہ خریدے۔ اور معاملہ اس گفتگو پر ختم ہو گیا۔

حضرت ابن المنکدر بزازی کی دکان کرتے تھے۔ ان کی کئے پاس کئی تھان تھے۔ کسی کی قیمت دس دینار تھی کسی کی پانچ انکی غیر حاضری میں شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو فروخت کر دیا۔ ابن المنکدر دکان پر آئے اور یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو فوراً اعرابی کو ڈھونڈھنے کے لئے چلے گئے۔ آخر وہ مل گیا اس سے کہا کہ وہ تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہیں۔ اعرابی نے کہا کہ میں نے بخوشی خرید کیا ہے۔

ابن المنکدر۔ میں جو بات اپنے لئے پسند نہیں کرتا کسی مسلمان کے لئے پسند نہیں کرتا بیع فسخ کر یا پانچ دینار پھیر لے۔ یا میرے ساتھ آکہ اس سے بہتر تھان تجھے دوں۔ اصرار کے بعد اعرابی نے پانچ دینار پھیر لئے۔ اور کسی سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے۔ اس نے بتایا محمد ابن المنکدر اعرابی نے کہا۔ سبحان اللہ یہ مرد وہ ہے۔ کہ اگر بارش کی دعا کے لئے میدان میں جائیں تو اس کا نام لینے سے پانی برسنے لگے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے لوگوں نے پوچھا کہ تمہاری تونگری کا سبب کیا ہے۔ فرمایا میں نے کبھی تھوڑے فائدہ کو رد نہیں کیا۔ ایک دن ایک ہزار اونٹ اصل قیمت پر فروخت کر دیئے

صرف ان کی رسّیاں بچ رہیں اور ہر ایک رسّی ایک درم کو بکی۔ اس کے علاوہ اونٹوں کے چارہ کی قیمت جو ہزار درم تھی میرے ذمہ نہ رہی۔ اس طرح دو ہزار درم کا نفع ہوا۔

ابراہیم ابن بشار نے حضرت ابراہیم ادھم سے کہا کہ آج میں تلاش معاش کے لئے جاتا ہوں۔ ابراہیم ادھم نے کہا اے ابن بشار تم روزی ڈھونڈتے ہو اور موت تمہیں ڈھونڈ رہی ہے۔ جو تمہیں ڈھونڈتی ہے اس سے تم نہ چھوٹو گے۔ اور جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ تم سے نہ چھوٹیگی۔ شاید تم نے لالچی کو محروم اور کاہل کو رزق پاتے نہیں دیکھا۔

ابن بشار۔ میں سخت حاجت مند ہوں۔ میری مِلک میں ایک دانگ کے سوا کچھ نہیں وہ بھی بقال پر قرض ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم۔ تمہاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ اپنی مِلک میں ایک دانگ رکھتے ہو اور تلاش معاش کے واسطے جاتے ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودھ کا شربت پیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شربت وجہ حلال سے نہ تھا۔ فوراً حلق میں انگلی ڈال کر قے کردی اور دعا کی کہ اے خدا جو شربت قے کرنے سے نہ نکلا۔ میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت بشر حافی سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے کھاتے ہیں فرمایا جہاں سے اور لوگ کھاتے ہیں۔ لیکن کھا کر ہنسنے والے اور کھا کر رونے والے میں فرق ہے۔

منتقیوں کی پرہیزگاری | حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے حلال کے نو حصوں کو اس اندیشہ سے چھوڑ دیا کہ کسی حرام میں نہ پڑ جائیں۔

حضرت علی ابن المعبدؒ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ ایک روز اسی مکان میں بیٹھ کر ایک خط لکھا اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو مکان کی مٹی سے خشک کر لیں۔ پھر خیال آیا کہ مکان میری ملک نہیں اس کی مٹی کیوں استعمال کروں۔ پھر خیال کیا کہ اتنی مٹی کچھ قیمت نہیں رکھتی۔ آخر اس خط پر تھوڑی سی مٹی چھڑک دی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جو لوگ دوسرے کے مکان کی مٹی کو بے قدر و قیمت سمجھتے ہیں۔ انہیں فردائے قیامت کو معلوم ہو گا۔

حضرت سفیان ثوریؒ ایک امیر کے مکان کے پاس سے گذرے ایک شخص جو ساتھ تھا مکان کو دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ نہ دیکھو تو امیر لوگ اتنی فضول خرچی نہ کریں۔ تم اس گناہ میں اِن

کے شریک ہوتے ہو۔

صدیقوں کا زہد حضرت ذوالنون مصریؒ کو ظالموں نے قید کر دیا کئی روز بھوکے پیاسے رہے۔ آخر ایک پارسا عورت نے جو ان کی مرید تھی۔ اپنے کسب حلال کی قیمت سے کھانا پکا کر قید خانہ کے محافظ کے ہاتھ بھیجا۔ آپ نے نہ کھایا۔ قید سے رہائی کے بعد عورت کو معلوم ہوا کہ وہ کھانا آپ نے نہیں کھایا تھا تو اس نے گلہ کیا اور کہا کہ میں نے جو کھانا آپ کو بھیجا وہ کسب حلال سے تھا۔ آپ کیوں بھوکے رہے کیوں اُسے نہ کھایا۔ حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا۔ کہ وہ کھانا ایک ظالم کے طباق میں میرے سامنے آیا تھا۔ اس لئے نہ کھایا۔ طباق سے آپ کی مراد تھی قید خانہ کے محافظ کا ہاتھ۔

موحدوں کا زہد یحییٰ بن معاذؒ بیمار ہوئے تو ان کی اہلیہ نے دوا پلائی اور کہا کہ چند قدم ٹہل لیجئے۔ فرمایا کہ ٹہلنے کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ تیس برس ہوتے اپنی حرکتوں پر نگاہ رکھتا ہوں۔ تاکہ دین کے سوا اور کسی کے واسطے حرکت سرزد نہ ہو۔

حضرت حماد بن سلمہؒ کے گھر ایک چٹائی۔ قرآن مجید اور بدھنے کے سوا اور کچھ نہیں رہتا تھا۔ ایک روز کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ پوچھا کون ہے؟ دستک دینے والے نے کہا محمد بن سلیمان

خلیفہ وقت۔ آپ نے دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ اندر آیا اور سلام کرکے مودب بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کہا۔

خلیفہ۔ حضرت اس کا سبب کیا ہے۔ کہ میں جب آپ کی طرف دیکھتا ہوں تو میرے دل پر ہیبت چھا جاتی ہے۔

حضرت صمادؒ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس عالم کو علم سے مقصود حق تعالےٰ ہوتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔ اور جسے دُنیا مقصود ہوتی ہے۔ وہ خود سب سے خائف رہتا ہے۔

خلیفہ نے رخصت ہونے سے پہلے چالیس ہزار درم پیش کئے۔ اور کہا کہ ان کو کسی کام میں لگا دیجئے۔ یہ رقم میں نے میراث حلال سے پائی ہے۔

حضرت صمادؒ۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

خلیفہ۔ محتاجوں میں تقسیم کر دیجئے۔

حضرت صماد۔ شاید میں انصاف کی رو سے تقسیم نہ کروں، اور کوئی کہے کہ انصاف نہیں کیا تو وہ گنہگار ہوگا۔

خلیفہ ہشام مدینہ منورہ پہنچا تو حکم دیا۔ کہ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بقید حیات ہو تو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے کوئی موجود نہیں پھر کہا کہ اچھا تابعین میں سے

کسی کو لاؤ۔ لوگ حضرت طاؤسؒ کو اس کے حضور لے گئے۔ حضرت
طاؤس نے جوتا اندر جا کر اتارا۔ اور کہا السلام علیکم یا ہشام!
خلیفہ کو حضرت طاؤس کی اس جرأت پر سخت غصہ آیا۔ اور
ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ درباریوں میں سے کسی نے عرض کی کہ
یہ اکابر علماء میں سے ہیں۔ ان کے قتل کا قصد نہ فرمایئے۔

خلیفہ۔ اے طاؤس یہ تم نے کیا جرأت بیجا کی؟

طاؤس۔ میں نے کیا کیا؟

اس پر خلیفہ کو اور بھی طیش آیا اور اس نے کہا۔

خلیفہ۔ تم نے چار نازیبا حرکتیں کیں۔ اول یہ کہ میرے حضور آکر
جوتا اتارا (آداب دربار کے مطابق حضرت طاؤس کو موزہ اور جوتا پہن کر
خلیفہ کے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا) دوسرے یہ کہ مجھے امیر المومنین
کہہ کر مخاطب نہ کیا۔ تیسرے یہ کہ میرا نام لے کر پکارا کنیت نہ کہی
(یہ بات اہل عرب کو پسند نہ تھی کہ کوئی شخص کنیت کے بغیر ان کا نام
لے) چوتھے یہ کہ میرے سامنے بے اجازت بیٹھ گئے۔ اور میرے
ہاتھ پر بوسہ نہ دیا۔

حضرت طاؤس۔ میں نے جوتا اس لئے اتارا کہ ہر روز پانچ بار جوتا
اتار کر خداوند تعالےٰ کے سامنے جاتا ہوں۔ جو سب کا خالق اور

پروردگار ہے۔ وہ مجھ سے کبھی اس حرکت پر خفا نہیں ہوتا۔ تجھے امیر المومنین اس وجہ سے نہ کہا۔ کہ تیری خلافت اور امارت پر سب مسلمان متفق نہیں۔ نام لے کر اس خیال سے پکارا کہ خداوند تعالےٰ نے اپنے دوستوں کو نام لے کر ہی پکارا ہے۔ جیسے یا داوٗد۔ یا عیسےٰ اور اپنے دشمنوں کو کنیت سے پکارا ہے۔ جیسے تبت یدا ابی لھب۔ اور ہاتھ اس واسطے نہیں چومے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے سُنا ہے کہ اپنی بیوی اور بچے کے سوا کسی کا ہاتھ چومنا درست نہیں۔ تیرے سامنے بے اجازت اس وجہ سے بیٹھ گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص دُنیا میں دوزخی کو دیکھنا چاہے تو ایسے شخص کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہو۔ اور بندگانِ خدا اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

خلیفہ ہشام کو حضرت طاوٗس کی یہ باتیں پسند آئیں اور کہا

خلیفہ۔ حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔

حضرت طاوٗس۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کے بچھو اُونٹ کے برابر ہونگے۔ ان کی ایذا ایسے امیروں کے واسطے ہے جو رعیّت سے انصاف نہ کریں" یہ کہا اور ہشام کے پاس سے اُٹھ کر چلے گئے۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک مدینہ منوّرہ پہنچا۔ تو حضرت ابو حازمؒ کو جو اکابر علماء سے تھے بُلایا اور ان سے پوچھا۔

خلیفہ۔ اس کا کیا سبب ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہیں؟

حضرت ابو حازم۔ تم نے دُنیا کو آباد اور آخرت کو ویران کیا ہے اور آبادی سے ویرانہ کی طرف جانے والا کبھی خوش نہیں ہوتا۔

خلیفہ۔ جب مخلوق قیامت کے روز خداوند تعالےٰ کے سامنے جائیگی تو اس کا (مخلوق کا) کیا حال ہوگا؟

حضرت ابو حازم۔ نیک آدمی اس شخص کے مانند ہوگا۔ جو سفر سے کسی عزیز سے ملنے کے لئے آئے۔ اور بدکار اس بھگوڑے غلام کی مانند ہوگا۔ جس کو پکڑ کر کشاں کشاں مالک کے سامنے لائیں۔

خلیفہ۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آخرت میں میرا کیا حال ہوگا؟

حضرت ابو حازم۔ قرآن شریف میں دیکھئے تو معلوم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ نیکوکار جنّت میں ہوں گے اور بدکار دوزخ میں۔

خلیفہ۔ خداوند تعالےٰ کی رحمت کہاں ہے؟

حضرت ابو حازم۔ نیک کام کرنے والوں کے قریب ہے۔

حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس حجاج کے بھائی کے پاس گئے (حضرت طاؤس اس کو نصیحت کرنے کے لئے جایا کرتے تھے) صبح کے وقت سردی شدت کی تھی۔ حجاج کے بھائی نے خادموں سے کہا کہ ایک گرم چادر حضرت طاؤس کے کاندھے پر ڈال دیں۔ باتیں کرنے میں چادر کاندھے سے گر پڑی۔ حضرت طاؤس نے اس کی طرف نگاہ نہ کی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت وہب اور حضرت طاؤس اُٹھ کر چلے آئے۔ راہ میں حضرت وہب نے کہا۔

حضرت وہب۔ اگر آپ وہ چادر ساتھ لے آتے اور کسی محتاج کو دیدیتے تو بہتر ہوتا۔

حضرت طاؤس۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اس معاملہ میں کوئی شخص میری پیروی کرے۔ اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے امیر سے چادر لے کر ایک فقیر کو دیدی تھی۔

خلیفہ وقت نے حضرت مالک بن دینارؒ کے پاس ایک ہزار درہم بھیجے۔ اُنہوں نے خیرات کر دیئے۔

حضرت محمد بن واسعؒ نے پوچھا کہ کیا یہ رقم بھیجنے سے تمہارے دل میں خلیفہ کی محبت زیادہ ہوئی؟

مالک بن دینارؒ۔ ہاں۔

محمد بن واسعؒ۔ مجھے یہی اندیشہ تھا۔ آخر اس مال کی شامت نے تمہارے حال میں اثر کیا۔

بصرہ میں ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لے کر خیرات کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں یہ اندیشہ نہیں کہ اس سے تمہارے دل میں بادشاہ کی محبّت پیدا ہو جائیگی؟ فرمایا کہ اگر کوئی شخص ہاتھ پکڑ کر مجھے جنّت میں لے جائے۔ اور اس کے بعد اس سے کوئی گناہ سرزد ہو تب بھی مَیں خدا کے واسطے اسے اپنا دشمن جانونگا۔

دوستی اور برادری | حضرت ابو ادریس خولانیؒ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا مَیں آپ کو خدا کے واسطے بہت دوست رکھتا ہوں۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ تم کو بشارت ہو کہ مَیں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے سنا ہے کہ قیامت کے روز عرش الٰہی کے گرد کرسیاں بچھی ہونگی۔ اور جو لوگ ان پر بیٹھیں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہونگے۔ اس روز اور سب لوگ ہراساں اور پریشان ہونگے اور یہ کرسی نشین بے خوف ان کو نہ خوف ہوگا نہ غم۔ لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہونگے۔ فرمایا استحابون فی اللہ یعنی

وہ لوگ ہونگے جو خدا کے واسطے ایک دوسرے کو دوست رکھتے تھے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص اپنے دوست سے ملنے کے لئے جاتا تھا۔ راہ میں ایک فرشتہ ملا۔ اور پوچھا کہ تم کہاں جارہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ فلاں بھائی سے ملنے کے لئے۔ پھر دریافت کیا کہ اس بھائی سے تمہیں کچھ کام ہے؟ جواب دیا کچھ نہیں۔ فرشتے نے پھر پوچھا کہ اس سے کچھ قرابت ہے۔ کہا کچھ نہیں۔ پھر پوچھا اس نے تمہارے ساتھ کوئی احسان کیا ہے۔ کہا کچھ نہیں۔ کہا کہ پھر کیوں جاتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ خدا کے واسطے اس کے پاس جاتا ہوں۔ اور اسے دوست رکھتا ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ حق تعالے نے مجھے تمہارے پاس یہ بشارت دینے کے لئے بھیجا ہے کہ وہ تمہیں دوست رکھتا ہے۔ اور تمہارے واسطے بہشت اپنے اُوپر واجب کرلیا ہے۔

حقوق صحبت | حضرت عتبۃ العلام کا ایک دوست تھا۔ اس سے کہا کہ مجھے چار ہزار درم دیدو۔ دوست نے کہا کہ دو ہزار درم لے جاؤ۔

دوست۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہ اللہ کے واسطے دوستی کا دعوے

کرتے ہو اور اس پر دُنیا کو ترجیح دیتے ہو۔

کسی شخص نے بادشاہ کے حضور صوفیوں کے ایک گروہ کی چغلی کھائی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو گرفتار کرلاؤ صوفی پکڑے ہوئے بادشاہ کے سامنے آئے۔ تو اس نے کہا قتل کردو۔ صوفیوں کے اس گروہ میں حضرت ابوالحسن نوری بھی شامل تھے آگے بڑھے اور کہا کہ پہلے مجھے قتل کرو۔

بادشاہ نے پوچھا کہ تم اوروں سے آگے کیوں بڑھے ہو؟

حضرت ابوالحسن نوری۔ یہ سب میرے دوست اور بھائی ہیں۔ میں نے چاہا ایک لمحہ پیشتر اپنی جان ان پر نثار کردوں۔

بادشاہ نے کہا سبحان اللہ جو لوگ ایسے بامروّت ہوں۔ ان کو قتل کرنا کس طرح درست ہوگا؟ یہ کہہ کر سب کو رہا کردیا۔

حضرت فتح موصلیؒ اپنے ایک دوست کے گھر گئے۔ دوست گھر موجود نہ تھا۔ اس کی لونڈی سے کہا۔ صندوقچہ لاؤ۔ لونڈی نے صندوقچہ لاکر سامنے رکھ دیا۔ انہیں جو کچھ درکار تھا اس میں سے لے لیا۔ دوست گھر آیا۔ اور یہ واقعہ سُنا تو خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا۔ اور لونڈی کو آزاد کردیا۔

ایک شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت

مَیں نے عرض کی کہ مَیں چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ دوستی اور برادری کر لوں۔

حضرت ابوہریرہؓ۔ تمہیں دوستی اور برادری کا حق بھی معلوم ہے؟

اس شخص نے جواب دیا۔ "نہیں"

حضرت ابوہریرہؓ۔ حق یہ ہے کہ اپنی دولت میں تیرا حصہ مجھ سے زیادہ نہ ہو۔

اس شخص نے جواب دیا۔ کہ ابھی مَیں اس درجہ میں نہیں پہنچا ہوں

حضرت ابوہریرہؓ۔ جاؤ تم سے برادری اور دوستی نہ ہو سکے گی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص نے ایک صحابی کے پاس بھونی ہوئی سری بھیجی۔ اُنہوں نے کہا کہ فلاں دوست بہت حاجتمند ہے۔ اُسے دے آؤ۔ اُس دوست نے سری دوسرے کے پاس اور دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی یہاں تک کہ وہ گھوم کر پھر پہلے ہی دوست کے پاس آگئی۔

حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنس میں دو مسواکیں کھودیں۔ ان میں ایک ٹیڑھی تھی اور دوسری سیدھی۔ جو

سیدھی تھی وہ آپ نے ایک صحابی کو عطا کی اور ٹیڑھی خود رکھ لی۔ ان صحابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ سیدھی مسواک آپ لیں کہ یہ بہتر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن پوچھینگے کہ حق صحبت بجالایا تھا یا ضائع کر دیا تھا۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رح بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا۔ میں نے ضرورت میں اس سے کوئی چیز مانگی۔ اس نے کہا کس قدر درکار ہے؟ اس بات سے اس کی دوستی کی لذّت میرے دل سے جاتی رہی۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ میرا وہ عمل بتاؤ جو تمہیں بُرا معلوم ہوا ہو۔

حضرت سلمانؓ۔ مجھے اس سے معاف رکھئے۔

حضرت عمرؓ۔ ضرور بیان کیجئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اصرار سے حضرت سلمانؓ نے کہا کہ مَیں نے سُنا ہے کہ ایک وقت میں آپکے دسترخوان پہ دو طرح کا کھانا ہوتا ہے۔ اور آپ دو لباس رکھتے ہیں۔ ایک دن کا دوسرا رات کا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ

دونوں باتیں نہیں۔ اس کے سوا آپ نے کچھ سُنا یا دیکھا ہو تو فرمائیے
حضرت سلمانؓ نے کہا "کچھ نہیں۔"

حذیفہ مرعشیؒ نے حضرت یوسف الیاطؒ کو خط لکھا کہ میں نے سُنا ہے۔ تم نے اپنا دین دو حبوں کے عوض فروخت کر دیا۔ بازار میں کوئی چیز خریدی دُکاندار نے کہا اس چیز کی قیمت دو دانگ ہے۔ تم نے کہا دو حبے کو دیدو۔ اس نے اس وجہ سے فروخت کر دی کہ تمہیں پہچانتا تھا اور یہ رعایت تمہاری دینداری اور پرہیزگاری کی شہرت کے سبب سے کی۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور یہ زہد فروشی چھوڑ دو۔

ابوبکر کتانی رحمہٗ بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک مصاحب تھا۔ اس کی طرف سے میرے دل میں کچھ گرانی آگئی۔ اس کیفیت کو بدلنے کے لئے میں نے اس شخص کو بہت کچھ دیا۔ لیکن جو گرہ دل میں پڑ گئی تھی نہ کھلی۔ آخر ایک روز اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا۔ اور اس سے کہا کہ اپنا تلوا میرے مُنہ پر رکھ۔ اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ جتنا اس نے انکار کیا۔ اُتنا ہی میں نے اصرار کیا۔ آخر اس نے تلوا میرے مُنہ پر رکھا۔ اس کے بعد وہ ناخوشگواری میرے دل سے جاتی رہی۔

ابو علی رباطیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت عبداللہ رازیؒ کے ہمراہ سفر کو جانا چاہتا تھا۔ حضرت عبداللہ رازی نے کہا کہ اس سفر میں امیر آپ رہینگے یا میں ؟

ابو بکر کتانیؒ - آپ۔

عبداللہ رازیؒ - جو کچھ میں کہوں اس پر عمل کرنا۔

ابو بکر کتانیؒ - بسر و چشم

عبداللہ رازی نے مجھ سے تھیلا مانگا۔ میں نے دیدیا۔ انہوں نے زادِ راہ اور جو کچھ سامان تھا اس میں بھر کر اپنی کمر پر لاد لیا۔ اور چل نکلے۔ میں نے ہر چند کہا کہ حضرت آپ میرا بوجھ کیوں اٹھاتے ہیں لیکن انہوں نے سُنی ان سُنی کر دی۔ جب میں نے زیادہ اصرار کیا تو کہا تمہیں سردار پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں فرمانبردار رہو۔ ایک رات مینہ برسنے لگا۔ عبداللہ رازیؒ رات بھر کمبل تانے مجھے بارش سے بچانے کے لئے کھڑے رہے۔ میں ہر چند کہتا کہ آپ آرام کریں۔ مگر وہ ہر بار یہ کہہ کر چُپ کر دیتے کہ تمہیں سردار کی اطاعت کرنی چاہئے۔ میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ کاش انہیں سردار نہ بنایا ہوتا۔

دو دوست تھے ان میں سے ایک کسی پر عاشق ہو گیا۔ اور

اپنے دوست سے کہا کہ مجھے عشق کا آزار ہو گیا ہے۔ اب میری دوستی سے ہاتھ اٹھا اور محبت کا رشتہ توڑ کر مجھے میرے حال پر چھوڑ جا۔ دوست نے جواب کہ معاذ اللہ ایک گناہ کے سبب سے دوستی کا عہد توڑوں۔ تیرا ساتھ چھوڑ دوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد عہد کر لیا کہ جب تک میرے دوست کے دل سے عشق کی بیماری نہیں جائیگی نہ کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا۔ فاقہ کشی شروع کر دی یہانتک کہ چالیس دن بے آب و دانہ پڑا رہا۔ اس کے بعد مریض عشق سے پوچھا کہ اب تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا وہی خیال وہی رنج و ملال ہے۔ یہ جواب سن کر پھر فاقہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ بیمار عشق نے اس سے کہا کہ اب میرے دل میں وہ خیال نہیں رہا۔ فاقہ کش دوست نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اور اس کے بعد کھانا کھایا۔

ایک شخص سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا فلاں بھائی دینداری چھوڑ کر گناہ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ تم اس سے دوستی کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔ اس نے جواب دیا کہ آج ہی تو میرے بھائی کو دوستی اور برادری کی بڑی ضرورت ہے کہ اس کا کام خراب ہو گیا ہے۔ یہی وقت تو اس کی مدد کرنے کا ہے۔ میں اسے کیونکر چھوڑ دوں۔ سمجھاؤنگا اور دوزخ سے بچانے کی کوشش کرونگا۔

بنی اسرائیل میں دو دوست ایک پہاڑ پر عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے ایک شہر میں کچھ مول لینے گیا تھا۔ بازار میں ایک حسینہ پر نظر پڑی۔ عشق کا تیر دل کے پار ہو گیا۔ خرید و فروخت کی سُدھ نہ رہی ؎

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دوسرے دوست نے دیر تک اس کی واپسی کا انتظار کیا۔ آخر مایوس ہو کر شہر میں آیا۔ اور ایک جگہ اپنے دوست کو ڈھونڈھ نکالا۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں نہیں جانتا۔ دوسرے نے جواب دیا کہ بھائی کچھ فکر نہ کرو۔ مجھے جتنی محبت آج تمہارے ساتھ ہے۔ اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔ یہ کہہ کر دوست کے گلے میں باہیں ڈالیں۔ اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ بیمارِ عشق نے یہ دیکھ کر کہ میں ابھی دوست کی نظروں میں خوار نہیں ہوا ہوں۔ اور دوستی اسی طرح قائم ہے اس خیالِ خام سے توبہ کی۔ اور دوست کے ساتھ پہاڑ پر چلا گیا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑھیا حاضر ہوئی۔ آپ نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ کچھ لوگ

اس سے متعجب ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑھیا حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا کی زندگی میں ہمارے یہاں آیا کرتی تھی۔

ایک شخص اپنے دوست کے پاس گیا اور کہا کہ میں چار سو درم کا قرضدار ہوں۔ دوست نے چار سو درم دیدیئے۔ اس کے بعد گھر میں آکر رونے لگا۔ بیوی نے کہا کہ اگر رونا ہی منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا؟ اس نے کہا کہ یوں روتا ہوں کہ میں غافل ہوگیا اور اُسے مجھ سے مانگنے کی ضرورت پڑی

ایک شخص نے حضرت جنیدؒ کے سامنے کہا کہ اس زمانہ میں برادر کم یاب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمت گذاری اور غمخواری کرے تو البتہ کم یاب ہے۔ اور اگر ایسے شخص کی آرزو ہے جس کی تو خدمت کر سکے تو بہتیرے

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سفر میں تھیں دسترخوان بچھا ہوا تھا کہ ایک سائل نے آواز دی آپ نے فرمایا کہ اسے ایک روٹی دیدو۔ اس کے بعد ایک سوار آنکلا۔ فرمایا کہ اسے بُلا لو۔ حاضرین اس امتیازی سلوک پر متعجب ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے ہر شخص کو ایک مرتبہ عنایت فرمایا ہے۔ جو ہمیں نگاہ رکھنا چاہیئے۔ فقیر ایک روٹی سے

خوش ہو جاتا ہے۔ امیر کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہتے جو اس کی حیثیت کے شایاں ہو۔

کچھ ظالموں نے حضرت فضیل رحؒ کو ستایا تھا آپ رو رہے تھے کسی نے پوچھا کیا غم ہے؟ آپ نے فرمایا ان غریب مسلمانوں کے حال پر روتا ہوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ قیامت کے روز ان سے سوال ہو گا کہ تم نے فضیل پر کیوں ستم کیا تو وہ رسوا ہونگے اور ان کا کوئی عذر نہ سُنا جائیگا۔

حقوق والدین ایک شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جہاد پر جانے کی رخصت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے عرض کی "ہاں" آپ نے فرمایا تو اس کے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اس کے قدموں کے تلے ہے۔

ایک شخص یمن سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے دریافت کیا کہ تیرے والدین بقید حیات ہیں؟ اس نے عرض کی۔ "ہاں" آپ نے فرمایا کہ تو جا پہلے ان سے اجازت مانگ اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کی فرمانبرداری کر کہ توحید کے بعد کوئی قربت اور عبادت والدین کی خدمت اور اطاعت سے بہتر نہیں۔

حضرت احنف بن قیس رحؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بردباری کس سے سیکھی؟ فرمایا کہ قیس بن عاصم سے۔ ایک دن ان کی لونڈی بکری کا بھونا بچہ سیخ میں لٹکائے لائی تھی۔ راہ میں اتفاقاً وہ سیخ گوشت سمیت اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قیس بن عاصم کے خورد سال بچہ پر گر پڑی۔ بچہ فوراً تڑپ کر مر گیا۔ لونڈی یہ دیکھ کر فرطِ خوف سے بیہوش ہو گئی۔ قیس بن عاصم نے کہا کہ اس میں تیرا کچھ قصور نہیں جا میں نے تجھے خدا کی راہ میں آزاد کیا۔

تنہائی اور گوشہ گیری | حضرت فضیل رحؒ فرمایا کرتے کہ میں اس شخص کا بہت احسان مانوں جو میری طرف سے گذرے اور سلام نہ کرے اور میں بیمار ہوں تو عیادت کو نہ آئے۔

ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحؒ سے کہا کچھ حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ نہ تو مجھے دیکھے نہ میں تجھے دیکھوں۔

حضرت حسن بصری رحؒ سے لوگوں نے کہا کہ ایک شخص ہے جو ہمیشہ ستون کی آڑ میں رہتا ہے فرمایا جب وہ موجود ہو تو مجھے اطلاع دینا۔ ایک دن لوگوں نے خبر دی کہ وہ شخص موجود ہے۔ آپ اس شخص کے پاس گئے۔ اور پوچھا تم ہمیشہ اکیلے کیوں رہتے ہو۔ لوگوں سے ملتے جلتے کیوں نہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ایک بڑا کام مجھے پیش

آگیا ہے۔ اس نے خلق سے جُدا کر دیا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے پوچھا کہ تم حسن بصری سے کیوں نہیں ملتے؟ اور ان کی باتیں کیوں نہیں سُنتے۔ اُس نے جواب دیا کہ جو کام مجھے درپیش ہے اس نے حسن اور سب لوگوں سے باز رکھا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ حق تعالےٰ مجھے نعمت نہ دے۔ اور میں گناہ نہ کروں۔ اس کی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ کا استغفار کیا کرتا ہوں۔ نہ حسنؒ کے پاس جاتا ہوں نہ خلق سے تعلق رکھتا ہوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ تم حسنؒ سے زیادہ فقیہ ہو۔

ایک شخص حضرت فضیلؒ کے پاس گیا۔ آپ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا آپ کے دیدار سے آسائش حاصل کرنے کے لئے۔ فرمایا خدا کی قسم یہ بات وحشت اور بگاڑ سے قریب ہے تو اس واسطے آیا ہے کہ میری جھوٹی تعریف کرے۔ اور میں تیری تعریف کروں تو مجھ سے جھوٹ بولے اور میں تجھ سے جھوٹ بولوں تو یہاں سے منافق ہو کر اُٹھے یا میں منافق ہو کر اُٹھوں۔

عجیب واقعہ | حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک روز خیرات تقسیم کر رہے تھے۔ ایک شخص ایک لڑکے کو ساتھ لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جتنا یہ لڑکا تم سے مشابہت رکھتا ہے میں

نے نہیں دیکھا کہ کوئی لڑکا صورت میں باپ سے اس قدر مشابہ ہو۔ اُس شخص نے کہا۔ کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی داستان عجیب وغریب ہے۔ مَیں سفر کو جاتا تھا اس کی ماں حاملہ تھی۔ اُس نے کہا کہ تم مجھے ایسے حال میں چھوڑ کر جاتے ہو۔ میں نے کہا۔ استودع اللہ ما فی بطنک (یعنی جو تیرے پیٹ میں ہے اُسے سپردِ خدا کرتا ہوں) چند روز بعد مَیں سفر سے واپس آیا تو میری اہلیہ بقضائے الٰہی فوت ہو چکی تھی۔ ایک رات کو مَیں چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ دُور سے آگ نظر آئی۔ مَیں نے پوچھا یہ روشنی کیسی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ تیری بیوی کی قبر کا اُجالا ہے ہم رات کے وقت اسی طرح دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میری بیوی تو نماز پڑھتی اور روزے رکھتی تھی۔ پھر اس کی قبر میں یہ آگ کیسی ہے۔ مَیں قبر کے پاس گیا اور اسے کھول کر دیکھا تو ایک چراغ روشن تھا۔ اور یہ بچّہ اس کے پاس کھیل رہا تھا۔ مَیں نے بچّے کو نکال کر قبر بند کر دی۔ واپس چلا تو ایک آواز سُنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا۔ ہم نے صحیح وسلامت تیرے حوالے کر دیا۔ اگر تو اس کی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اُسے بھی زندہ و تندرست پاتا۔

ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ میں لڑکی تھی اور لڑکیوں کی عادت کے مطابق گڑیاں گڈے بناتی سنوارتی رہتی تھی۔ محلہ کی چند لڑکیاں بھی کھیلنے کے لئے آجاتی تھیں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لڑکیوں کو میرے پاس بھیجدیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیاں کیا ہیں۔ اس نے عرض کی کہ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے درمیان کیا بندھا ہے۔ اس نے عرض کی گھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے۔ اس نے عرض کی یہ اس کے پرو بال ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کے پرو بال کہاں سے آتے؟ اس نے عرض کی کہ آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا پرو بال رکھتا تھا۔ اس جواب پر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور آپ کے سب دندان مبارک کھل گئے۔

ؔ اور یہ حدیث اس امر کی دلیل نہیں کہ تصویریں بنانا درست ہے۔ اس وجہ سے کہ لڑکیوں اور بچوں کے کھلونے کپڑے اور لکڑی کے ہوتے ہیں اور پوری صورت نہیں رکھتے۔ حدیث شریف سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے کے پروبال کپڑے کے تھے۔

آدابِ سماع | حضرت ابوالقاسم گرگانیؒ کے مریدوں میں علی حلاج نامی ایک شخص تھے۔ انہوں نے شیخ سے سماع کی اجازت چاہی۔ شیخ نے فرمایا کہ تین روز تک بھوکے پیاسے رہو اس کے بعد تمہارے واسطے اچھے اچھے کھانے پکائے جائیں۔ اگر اس وقت طبیعت کھانے کی بجائے گانے کی طرف رغبت کرے تو جائز ہوگا۔ اور تمہیں اختیار ہوگا۔

ایک جوان حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور جب گانا سنتا تو چیخیں مارنے لگتا۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ اگر تجھے ہنگامہ آرائی کی عادت ہے تو میری صحبت میں نہ آیا کر۔ جوان نے صبر کیا اور اپنے تئیں سنبھالا۔

ایک روز محفلِ سماع گرم تھی وہ جوان بھی شریک تھا رگ رگ سے جو کیفیت روح پر طاری تھی اُسے ضبط کرتا رہا۔ آخر ایک چیخ ماری۔ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اسی وقت مر گیا۔

امرِ معروف | ام المومنین حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خداوند تعالےٰ نے ایک شہر کے باشندوں پر عذاب نازل کیا۔ اس میں ۱۸ ہزار آدمی رہتے تھے۔ جن کے اعمال پیغمبروں کے اعمال کی مانند تھے۔

لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ عذاب کیوں نازل کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ دوسروں پر حق تعالےٰ کے واسطے غصّہ اور اُن سے اعمال بد پر باز پرس نہ کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک شخص کو دُرّے مار رہے تھے۔ اس نے گالی دی۔ آپ نے فوراً ہاتھ روک لیا۔ اور اسے چھوڑ کر فرمایا کہ اب تک میں اُسے خدا کے واسطے مارتا تھا۔ لیکن اس کے بعد مارنا غُصّہ سے ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے ایک کافر کو زمین پر دے پٹکا اور اس کی چھاتی پر چڑھ کر مار ڈالنے کا قصد کیا۔ کافر نے آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا۔ آپ نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ اگر اب میں اسے قتل کرتا تو وہ قتل خدا کے واسطے نہ ہوتا۔

ایک بزرگ ایک قصائی سے اپنی بلّی کے واسطے چھیچھڑے لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز اسے کسی بُرے کام پر ملامت کی۔ قصائی نے کہا حضرت آپ بلّی کے چھیچھڑے لینے کے واسطے بھی تو آئینگے۔ ان بزرگ نے جواب دیا میں تجھے نصیحت کرنے کے لئے اس وقت آیا ہوں۔ جب بلّی کو گھر سے نکال دیا ہے۔

ایک محتسب نے خلیفہ مامون سے سخت گفتگو کی۔ مامون نے

کہا۔ اے جواں مرد حق تعالےٰ نے تجھ سے بہتر آدمی مجھ سے بدتر آدمی کے پاس بھیجا۔ اور حکم فرمایا کہ اس کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔ اس سے مراد یہ تھی۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیج کر ارشاد فرمایا (فقولوا له قولاً لینا) یعنی نرمی سے بات کرو۔ شاید فرعون قبول کرے۔

حضرت فضیل عیاض رحؒ سے لوگوں نے کہا۔ کہ سفیان یمنیہ بادشاہ سے خلعت لیا کرتے ہیں فرمایا کہ بیت المال میں ان کا حق اس سے بہت زیادہ ہے۔ پھر حضرت سفیان کو بلا کر تنہائی میں غصّہ کیا۔ سفیان نے کہا کہ اگرچہ میں صالحین سے نہیں لیکن ان سے محبّت رکھتا ہوں۔

ابن اثیم شاگردوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک شخص ادھر سے گذرا۔ اس کا تہ بند زمین پر گھسٹتا تھا۔ شاگردوں نے چاہا کہ اس کے ساتھ سختی کریں۔ ابن اثیم نے کہا۔ کہ تم چپ رہو۔ میں اس کی تدبیر کرتا ہوں۔ پھر اس کو بلا کر کہا۔ بھائی مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ اس نے کہا فرمائیے۔ آپ نے کہا کہ تہ بند کو سنبھال کر چلو۔ اس نے کہا بہت خوب۔

ابن اثیم نے شاگردوں سے کہا۔ کہ اگر میں سختی کرتا تو اس پر

نصیحت کا اثر نہ ہوتا۔

ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ کر چھری کھینچی تھی کہ مار ڈالے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس کے پاس جا کر عورت کو چھڑائے اتفاقاً حضرت بشر حافی ادھر سے گذرے۔ آپ نے اس شخص کے پاس جا کر کاندھے سے کاندھا ملایا۔ وہ شخص فوراً بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور اس کے بدن سے پسینہ جاری ہو گیا۔ عورت گرفت سے چھوٹ کر بھاگ گئی۔ وہ شخص ہوش میں آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ تجھ پر کیا گذری۔ کہا کہ اتنا یاد ہے کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اپنا بدن میرے بدن سے ملا کر آہستہ سے کہا کہ حق تعالےٰ دیکھتا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس بات کی ہیبت سے میں گر پڑا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے۔ اس نے کہا۔ اب اس ندامت کے ساتھ ان کے سامنے کس طرح جاؤں۔ تھوڑی دیر بعد اس کو بخار چڑھا۔ اور سات روز بے چینی میں گذارنے کے بعد مر گیا۔

آداب حکمرانی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر نصیحت کیجئے۔ حضرت صدیقہ نے جواب میں لکھا کہ میں

نے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص مخلوق کی ناخوشی میں خالق کی خوشی چاہتا ہے خالق اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور خلق کو بھی اس سے خوش رکھتا ہے۔ اور جو شخص خالق کی ناخوشی میں خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اس سے ناخوش ہوتا ہے اور مخلوق کو بھی اس سے ناخوش کر دیتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ نے چاہا کہ ایک جنازے کی نماز پڑھائیں ایک اجنبی نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی۔ اور اس کے بعد خیمے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ بارے خدایا اگر تو اس مردے پر عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہو گا۔ اور اگر رحمت کرے تو تیری رحمت کا محتاج ہے۔ اے مردے اگر تو نہ امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب تو ٹھنڈا رہ۔ یہ کہہ کر وہ شخص نظروں سے غائب ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈو۔ نہ ملا۔ فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت داؤدؑ بھیس بدل کر نکلتے اور جو ملتا اس سے پوچھتے کہ کیوں جی داؤد کی عادتیں کیسی ہیں۔ ایک دن حضرت جبرائیلؑ نوجوان کی صورت میں ان کے سامنے آئے۔ حضرت داؤد نے ان سے بھی وہی پوچھا۔ جبرائیلؑ نے کہا۔ کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا تو

تو داوٗد اچھا آدمی ہے۔ یہ بات سُن کر حضرت داوٗد محراب میں گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے خدا مجھے کوئی حرفت سکھا دے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤں۔ حق تعالےٰ نے انہیں زرہ سازی کا ہنر سکھا دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر نے حضرت عمر فاروق رضؓ کی وفات کے بعد دعا کی کہ اے خدا حضرت عمر رضؓ کو خواب میں دکھا۔ بارہ برس کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت عمرؓ اس طرح تشریف لاتے ہیں جیسے کوئی غسل کر کے لنگی باندھے ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا یا امیر المومنین حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ اے عبداللہ مجھے تمہارے پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا۔ میں نے کہا بارہ برس۔ کہا اب تک میں حساب میں تھا۔ اگر حق تعالےٰ رحم نہ فرماتا تو ڈر تھا کہ میرا کام خراب ہو جائیگا۔

شقیق بلخیؒ ہارون رشید کے پاس گئے

ہارون۔ اے شقیق کیا تم زاہد ہو؟

شقیق۔ میں شقیق ہوں زاہد نہیں؟

ہارون۔ مجھے کچھ نصیحت کرو۔

شقیق۔ خدا نے تجھے حضرت صدیقؓ کی جگہ بٹھایا ہے۔ اور جس طرح اُن سے صدق چاہا تھا۔ اسی طرح تجھ سے بھی صدق چاہتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے تجھے فاروقؓ کی جگہ بٹھایا ہے۔ اور جس طرح اُن سے حق و باطل میں فرق چاہا تھا اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی جگہ بٹھایا ہے۔ اور جس طرح اُن سے شرم و بخشش چاہی تھی اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے۔ اور علی مرتضیٰؓ کی جگہ بٹھایا ہے۔ اور جس طرح اُن سے علم و عمل چاہا تھا اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے۔

ہارون رشید۔ کچھ اور نصیحت کیجیے۔

شقیق۔ حق تعالےٰ نے ایک گھر بنایا ہے۔ اُسے دوزخ کہتے ہیں تجھے اس مکان کا دربان کیا ہے۔ اور تین چیزیں دی ہیں۔ بیت المال۔ تلوار اور تازیانہ اور حکم فرمایا ہے کہ ان تین چیزوں سے مخلوق کو دوزخ سے بچا۔ جو محتاج تیرے پاس آئے اُسے مال سے محروم نہ رکھ۔ اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اُسے تازیانے سے مار۔ اور جو کوئی کسی کو ناحق مار ڈالے۔ تو مقتول کے ولی کی اجازت سے قاتل کو تلوار کے گھاٹ اُتار دے۔ اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ میں سب سے پہلے تو جائیگا اور لوگ تیرے پیچھے ہونگے

ہارون۔ کچھ اور نصیحت کیجئے۔

شقیق۔ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دُنیا میں نہریں ہیں چشمہ اگر صاف ہوتا ہے تو نہروں کا گدلا پن کچھ نقصان نہیں کرتا۔

ہارون رشید اپنے مصاحب عباس کے ساتھ حضرت فضیل بن عیاض کے دروازے پر پہنچا۔ اور عباس سے کہا۔ کہ دستک دے

حضرت فضیل نے پوچھا۔ کون ہے۔

عباس۔ امیر المومنین آتے ہیں دروازہ کھولو۔

حضرت فضیل۔ میرے پاس اس کا کیا کام؟

عباس۔ امیر المومنین کی اطاعت کرو۔ اور دروازہ کھول دو۔

فضیل نے دروازہ کھولنے سے پہلے چراغ ٹھنڈا کر دیا۔ ہارون رشید نے اندھیرے میں ہاتھ بڑھائے۔ اس کا ہاتھ فضیل کے ہاتھ سے مل گیا۔

فضیل۔ حیف ہے ایسا نرم و نازک ہاتھ دوزخ میں جلے۔ اے امیر المومنین خدا کے سامنے جواب دینے کے لئے تیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھ بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھ سے طلب کریں گے۔

ہارون رشید یہ سن کر رونے لگا۔

عباس۔ اے فضیل تم نے تو امیر المومنین کو مار ہی ڈالا۔
فضیل۔ اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیوں نے اسے ہلاک کر رکھا ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے مار ڈالا۔
ہارون رشید۔ مجھے فرعون کی مانند سمجھے۔ اسی وجہ سے تجھے ہامان کہا۔
رخصت ہونے سے پہلے ہارون رشید نے ایک ہزار دینار فضیل کو پیش کئے۔ اور کہا یہ مال حلال ہے۔
فضیل۔ میں کہتا ہوں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اُس سے ہاتھ کھینچ لے۔ اور جو اُن کے مالک ہیں اُن کو واپس کر دے اور تو مجھے دیتا ہے۔

ایک زاہد ایک خلیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ میں ایک ملک میں گیا تھا۔ وہاں کا بادشاہ بہرا ہو گیا تھا۔ بہت روتا اور کہتا کہ میں اس واسطے روتا ہوں کہ اب میں کسی مظلوم کی فریاد نہ سُن سکونگا۔ لیکن میری بصارت باقی ہے۔ منادی کر دو۔ کہ داد خواہ سرخ کپڑے پہن کر میرے سامنے آئیں۔ ہر روز ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا۔ اور سرخ پوشوں کی داد دیتا۔ یہ بادشاہ کافر تھا۔ اور بندگانِ خدا پر اُس کی یہ مہربانی تھی۔ تو مسلمان ہے۔ اور اہل بیت رسول اللہ صلعم سے ہے تیری مہربانی رعیت پر زیادہ

ہونی چاہیئے۔

ابوقلابہ ابن عبدالعزیز کے پاس گئے۔ خلیفہ نے کہا مجھے نصیحت کیجئے۔

ابوقلابہ۔ حضرت آدم کے وقت سے اب تک کوئی خلیفہ باقی نہیں رہا۔ مگر تو۔

خلیفہ۔ کچھ اور فرمایئے۔

ابوقلابہ۔ اب جو خلیفہ پہلے مرے گا وہ تو ہوگا۔

خلیفہ۔ کچھ اور فرمایئے۔

ابوقلابہ۔ اگر خدا تیرے ساتھ رہے تو تجھے کسی کا ڈر نہیں ورنہ تو کس کی پناہ میں رہے گا؟

کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات میں دیکھا کہ ننگے پاؤں اور ننگے سر گرم پتھر پر کھڑا ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہا ہے۔ یا ارحم الراحمین تو تو ہے اور میں میں ہوں۔ میرا کام یہ ہے کہ ہر دم گناہ کروں اور تیرا کام یہ ہے کہ تو ہر آن بخش دیا کرے میرے اوپر رحم کر۔ اس بزرگ نے کہا۔ کہ دیکھو جبّارِ زمین جبّارِ آسمان کے سامنے کیسی زاری کر رہا ہے۔

خلیفہ ابوجعفر نے ایک مجرم کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ مُبارک

ابن فضالہؒ تشریف رکھتے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ یا امیرالمومنین پہلے ایک حدیث شریف سُن لیجئے۔

خلیفہ ابو جعفر۔ فرمائیے وہ کیا ہے۔

مبارک ابن فضالہؒ۔ حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو میدان میں جمع کریں گے تو منادی ندا کرے گا۔ کہ جس کو حق سبحانہٗ تعالےٰ کے سامنے مجال ہو اُٹھے۔ کوئی بھی نہ اُٹھے گا۔ مگر وہ شخص جس نے کسی کی خطا معاف کی ہو۔

خلیفہ نے یہ سُن کر حکم دیا کہ مجرم کو چھوڑ دو۔ میں نے اس کی خطا معاف کر دی۔

حضرت علی بن حسین ایک روز مسجد کی طرف جا رہے تھے کہ راہ میں کسی نے گالی دی۔ غلاموں نے اُسے مارنے کا قصد کیا۔ آپ نے فرمایا جانے دو۔ پھر اُس شخص سے کہا کہ اے عزیز ہمارے جو عیب تجھ سے پوشیدہ ہیں وہ اُس بات سے زیادہ ہیں جو تو کہتا ہے۔ بھلا تجھے کوئی ضرورت ہے۔ وہ شخص بہت پشیمان ہوا۔ آپ جو کپڑا پہنے ہوئے تھے اُسے عنایت کر دیا کہ ہزار درم

اور دبدبئے جائیں۔ وہ شخص یہ کہتا ہوا گیا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ فرزند رسول ہیں۔

حضرت علی بن الحسین نے اپنے غلام کو دو بار آواز دی۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ تیسری بار آپ نے فرمایا کہ تو سنتا ہے۔

غلام۔ جی ہاں۔

حضرت علی بن الحسین پھر جواب کیوں نہیں دیتا۔

غلام۔ آپ کے حُسن خلق سے میں بے خوف تھا۔

علی بن الحسین۔ خدا کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھ سے بے خوف ہے۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسول مقبولؐ کچھ مال تقسیم فرماتے تھے۔ کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم انصاف کی رو سے نہیں۔ میں نے یہ قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ غصّے میں آئے۔ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ کہ بھائی موسیٰ پر خدا کی رحمت ہو۔ کہ لوگوں نے اس سے زیادہ رنج پہنچایا اور اُنہوں نے صبر کیا۔

خُلقِ نیک حضرت ابن مبارکؒ کو ایک بد خو آدمی راہ میں ملا۔ جب اُس سے جُدا ہوتے تو رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا آپ

روتے کیوں ہیں؟ فرمایا اس وجہ سے کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا۔ اور وہ خوتے بد بھی اُس کے ساتھ گئی۔ اس سے جدا نہ ہوئی

حق رعیّت | خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز ظہر کے وقت تک خلق کے کام میں مشغول رہے۔ تھک گئے اس خیال سے گھر آئے کہ دم بھر آرام کرلوں۔ ان کے فرزند نے کہا کہ آپ کو کس سبب سے اطمینان ہے۔ شاید اسی وقت موت آجائے۔ اور کوئی شخص آپ کے دروازہ پر منتظر حاجت ہو۔ اور آپ قاصر رہ جائیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ سچ کہتے ہو۔ بس اُٹھے اور باہر چلے گئے۔

ضبطِ خواہش | حضرت ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ مَیں ایک پہاڑ میں سفر کر رہا تھا۔ پکے ہوئے انار دیکھ کر دل میں انار کی خواہش پیدا ہوئی۔ ایک انار توڑ کر دانہ چکھا تو بہت کھٹا تھا۔ اسے وہیں چھوڑ کر آگے چلا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر پڑا ہے اور زنبور اُسے گھیرے ہوئے کاٹ رہی ہیں مَیں نے السلام علیکم کہا۔ اس نے جواب دیا کہ علیکم السلام یا ابراہیم۔ مَیں نے کہا اے شخص تُو نے مجھے کس طرح پہچانا۔ اس نے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ مَیں نے کہا کہ اے شخص مَیں دیکھتا ہوں کہ تو خدا کے ساتھ بڑی نسبت رکھتا ہے۔ پھر دُعا

کیوں نہیں کرتا کہ حق تعالےٰ ان زنبوروں سے تجھے بچاتے۔ اس نے کہا کہ اے ابراہیم تو بھی حق تعالےٰ کے ساتھ نسبت رکھتا ہے کیوں دُعا نہیں کرتا کہ انار کی خواہش تجھ سے دُور ہو۔ انار کی خواہش کا زخم اُس جہان میں ہوگا اور زنبور کا زخم اس جہان میں ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم جنگل میں جاتے تھے۔ ایک لشکری ملا۔ اور پوچھا کہ آبادی کہاں ہے؟

آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا۔

لشکری۔ مَیں آبادی پوچھتا ہوں۔

حضرت ابراہیم ادھم۔ آبادی اسی جگہ ہے۔

لشکری کو غصّہ آیا اور ایک لاٹھی اس زور سے حضرت ابراہیم ادھم کے سر پر ماری کہ خون بہنے لگا۔ پھر آپ کو پکڑ کر شہر میں لے آیا۔ لوگوں نے دیکھا تو کہا۔ او احمق یہ حضرت ابراہیم ادھم ہیں۔ بڑے پارسا۔ لشکری گھوڑے سے اُتر پڑا اور حضرت ابراہیم ادھم کے پاؤں پر بوسہ دیا۔ اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیوں کہا کہ مَیں بندہ ہوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اس لئے کہا کہ مَیں بندہ خدا ہوں۔ لشکری نے عرض کی مجھے معاف کیجئے۔ فرمایا کہ مَیں نے اسی وقت معاف کر دیا تھا جب تو نے لاٹھی ماری

تھی۔ اور نیز سے حق میں دُعا کی تھی۔ لوگوں نے کہا دُعا کیوں کی فرمایا اس وجہ سے کہ مجھے اس تکلیف کے سبب سے ثواب ہو گا۔ یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ لشکری کو میری وجہ سے عذاب ہو۔

کسی نے حضرت ابو عثمان حیری رح کی دعوت کی۔ درحقیقت وہ آپ کے اخلاق کو آزمانا چاہتا تھا۔ جب آپ اُس کے دروازہ پر پہنچے تو اُس نے نہ جانے دیا۔ اور کہا کچھ باقی نہیں۔ کئی بار آپ کو بلایا اور ہر بار یہی بات کی۔ آخر اس نے عرض کی کہ میں آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔ واقعی آپ مرد خوش اخلاق ہیں۔ حضرت عثمان حیری رح نے فرمایا کہ یہ جو تو نے مجھ سے دیکھا یہ کُتّے کا خلق ہے۔ کہ جب بلاؤ دوڑا آتا ہے اور جب دُھتکارو چلا جاتا ہے۔

ایک دن کسی نے حضرت ابو عثمان کے سر پر راکھ کا بھرا طشت پھینک دیا۔ آپ نے کپڑے جھاڑ ڈالے اور کہا خدا کا شکر ہے۔ لوگوں نے پوچھا آپ شکر کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص آگ کے لائق ہو اس پر راکھ ڈالیں تو شکر کا مقام ہے۔

عبداللہ درزی ایک بزرگ تھے۔ ایک کافر ان سے کپڑے سلواتا اور ہر بار کھوٹا سکہ دے جاتا۔ آپ لے لیتے اور اس کو ضائع کر دیتے۔ ایک روز وہ دُکان پر نہ تھے۔ وہ کافر آیا۔ اور

حسبِ معمول کھوٹا سکّہ سلائی ہیں دینے لگا۔ شاگرد نے واپس کر دیا۔ جب حضرت عبداللہ دکان پہ آتے تو شاگرد نے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کافر برسوں سے میرے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے۔ لیکن میں نے کبھی اس پہ ظاہر نہیں کیا۔ اس خیال سے کھوٹے سکے لے لیتا ہوں کہ شاید یہ اُن سے کسی اور مسلمان کو دھوکہ دے۔

حضرت اویس قرنی جب کہیں جاتے تو لڑکے پتھر مارتے اور آپ کہتے کہ لڑکو چھوٹے پتھر مارو۔ کہ میرا پاؤں نہ ٹوٹ جائے۔ اور میں نماز پڑھ سکوں۔

ایک شخص گالیاں دیتا حضرت احنف بن قیس کے ساتھ چلا۔ جب اس مقام کے پاس پہنچے جہاں ان کے عزیز رہتے تھے تو کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ بھائی اگر کچھ گالیاں باقی ہوں تو وہ بھی دے لے۔ اس واسطے کہ اگر میرے عزیز گالیاں سُن پائیں گے تو تجھے ستائیں گے۔

ایک عورت نے حضرت مالک بن دینارؒ کو ریاکار کہہ کر پکارا آپ نے فرمایا کہ اے نیک بخت بصرہ کے لوگوں نے میرا نام گم کر دیا تھا تو نے ڈھونڈ نکالا۔

حضرت سہیل تستری فرماتے ہیں کہ میں تین برس کا تھا میرے
ماموں محمد ابن سوار نماز پڑھا کرتے تھے۔ میں انہیں دیکھا کرتا۔
ایک دن اُنہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ جس خدا نے تجھے پیدا کیا۔
تو اُسے یاد نہیں کرتا۔ میں نے کہا۔ ماموں میں کس طرح خدا
یاد کروں۔ فرمایا کہ رات کو جب بچھونے پر لیٹے تو تین بار دل
میں کہہ لیا کر کہ خدا میرے ساتھ ہے۔ خدا مجھے دیکھتا ہے خدا
میری طرف دیکھتا ہے۔ کئی رات میں نے اسی طرح کیا۔ پھر
اُنہوں نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر۔ میں نے اسی پر عمل
شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس بات کی لذت میرے دل میں
جم گئی۔ ایک سال گذرا تو اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ
کہا ہے اُسے تمام عمر یاد رکھنا۔ یہ شغل دونوں جہان میں تیرا
دستگیر ہو گا۔ کئی برس تک میں یوں ہی کرتا رہا۔ ایک دن ماموں
نے کہا۔ کہ خدا جس کے ساتھ رہتا ہو۔ جس کی طرف دیکھتا ہو۔
جس کو دیکھتا ہو وہ گناہ نہیں کرتا۔ خبردار کبھی گناہ نہ کرنا۔ پھر
مجھے معلم کے پاس بھیجا۔ میرا دل گھبرا گیا۔ اور میں نے کہا مجھے
صرف گھڑی بھر کے لئے مدرسہ بھیجا کرو۔ یہاں تک کہ میں نے
قرآن مجید پڑھ لیا۔ اس وقت میری عمر سات برس کے قریب تھی

دس برس کا ہوا تو روزے رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا۔ تیرھویں برس ایک مسئلہ کے سمجھنے میں اُلجھن ہوئی۔ مَیں نے کہا۔ مجھے بصرہ بھیجدو۔ تاکہ وہاں جاکر علما سے پوچھوں۔ آخر بصرہ پہنچا۔ اور وہاں کے تمام علما سے معلوم کیا کہیں کسی نے تسلی بخش جواب نہ دیا۔ کسی نے ایک عابد کا پتہ بتایا مَیں وہاں پہنچا۔ اور اس مسئلہ کو حل کرلیا۔ مدتوں اس عابد کی خدمت میں رہا۔ پھر وطن واپس آیا۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے حضرت مجیفہ کو ڈکار آئی۔ فرمایا کہ اس ڈکار کو دُور رکھو۔ جو شخص اِس جہان میں زیادہ سیر ہوگا وہ اُس جہان میں بھوکا ہوگا۔

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم ہرگز سیر ہوکر کھانا تناول نہ فرماتے۔ بھُوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا اور مَیں کہتی تھی کہ آپ بھوکے نہ رہا کریں۔ تو کیا اچھا ہو۔ آپ فرماتے کہ عائشہ انبیاء الوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے۔ اُنہوں نے حق تعالےٰ کی جناب سے بزرگیاں پائیں مَیں ڈرتا ہوں کہ تن پروری کروں تو میرا درجہ اُن سے کم ہوجائے۔ کچھ روز تھوڑا سا صبر کرنے کو مَیں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ آخرت میں میرا

حصّہ کم ہو جائے۔ اور اس سے زیادہ مجھے کوئی بات پسند نہیں کہ
میں اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤں۔" حضرت بی عائشہ رضی
فرماتی ہیں کہ یہ فرمانے کے بعد آپ ایک ہفتہ سے زیادہ اس دُنیا
میں نہیں رہے۔

سیّدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ میں روٹی کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔
میں نے عرض کی کہ ایک روٹی پکائی تھی جی نہ چاہا کہ آپ کے بغیر
کھالوں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ تین دن
کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے پیٹ میں جائیگا۔

بھوکے رہنے کے فائدے | حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں۔
کہ میں نے علی جرمانی کو دیکھا کہ جو کے ستّو نگل رہے ہیں۔ میں نے
کہا۔ آپ روٹی کیوں نہیں کھاتے۔
علی جرمانی۔ ستّو نگلنے اور روٹی کھانے میں ستّر تسبیح کا فرق ہے
چالیس برس ہوئے کہ میں نے روٹی نہیں کھائی کہ روٹی چبانے
میں بڑا فائدہ فوت ہو جائیگا۔

ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ تو محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان کیوں نہیں لاتا؟
راہب۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے چالیس روز تک کھانا نہیں کھایا۔ سچّے پیغمبر کے سوا اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ تمہارے پیغمبر نے ایسا نہیں کیا۔
صوفی۔ اگر مَیں چالیس دن تک نہ کھاؤں تو کیا تم صداقتِ اسلام کے قائل ہو جاؤ گے۔
راہب۔ ہاں۔
صوفی نے چالیس دن تک کھانا نہیں کھایا۔ اور راہب سے کہا کہ اور صبر کروں؟
راہب۔ ہاں۔
صوفی نے ساٹھ دن تک کھانے سے پرہیز کیا۔ راہب مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت ابن عمر بیمار تھے۔ ان کا جی بھُنی مچھلی کھانے کو چاہا۔ مدینہ منوّرہ میں کمیاب تھی۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ مَیں نے بڑی تگ و دو کے بعد مچھلی حاصل کی۔ اور بھون کر حضرت ابن عمر کے پاس لے گیا۔ اتنے میں ایک فقیر آ پہنچا۔ آپ نے کہا۔ کہ مچھلی اسے دیدو۔ مَیں نے عرض کی کہ مچھلی رہنے دیجئے مَیں اس کی قیمت فقیر کو

دیدونگا۔ کہا۔ نہیں مچھلی ہی دیدو۔ مَیں نے مچھلی فقیر کو دیدی۔ اور تھوڑی دُور اس کے پیچھے جاکر خرید لی۔ مچھلی واپس لایا اور بتایا کہ اس کی قیمت فقیر کو دیدی ہے۔ پھر بھی اُنھوں نے یہی کہا کہ مچھلی فقیر کو دیدو۔ اور قیمت بھی واپس نہ لو۔ مَیں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ جس کو کسی چیز کے کھانے کی تمنّا ہو۔ اور اس سے باز رہے تو خداوند تعالےٰ اسے بخش دیگا۔

حضرت حمادؒ فرماتے ہیں کہ مَیں داوٗد طائیؒ کے دروازہ پر گیا۔ تو کسی کو اندر یہ کہتے سُنا۔ کہ تو نے ایک بار گاجر مانگی تھی وہ مَیں نے تجھے دیدی اب خرما مانگتا ہے۔ خرما ہرگز نہ پائیگا۔ مَیں اندر گیا تو وہاں حضرت داوٗد طائیؒ کے سوا کوئی نہ تھا۔ وہ اپنے جی سے باتیں کر رہے تھے۔

خواہشِ نفس کو ضبط میں رکھنا | حضرت سلیمان ابن بشار نہایت حسین آدمی تھے۔ ایک حسینہ نے آپ سے اظہار محبت کیا۔ آپ اس سے بھاگ گئے۔ اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور پوچھا۔ کہ آپ یوسف ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں میں وہ یوسف ہوں کہ مَیں نے قصد کیا۔ اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہیں کیا۔

ایک بار حضرت سلیمان ابن بشار ایک شخص کے ساتھ
حج کو جاتے تھے۔ مقام ابوا میں قیام کیا۔ ان کا رفیق کوئی
چیز لینے چلا گیا۔ اتنے میں ایک حسینہ وہاں آئی اور ایک شعر
پڑھا۔ جس سے احتیاج کا اظہار ہوتا تھا۔ حضرت سلیمان ابن
بشار نے اسے کھانا دینے کے لئے دستر خوان طلب کیا۔ حسینہ
نے کہا میں محبت کی بھوکی ہوں۔ حضرت سلیمان اس کی یہ بات
سن کر بہت متفکر ہوئے۔ اور اس حالت میں ان کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہو گئے۔ حسینہ انہیں پریشان اور غمگین دیکھ کر
چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد حضرت ابن بشار کا رفیق واپس
آیا۔ اس نے چہرہ پر رونے کے آثار دیکھ کر پوچھا کہ خیر تو ہے
رونے کا کیا سبب؟ حضرت ابن بشار نے پہلے تو ٹالنے
کی کوشش کی۔ آخر اس کے اصرار سے تمام ماجرا سنایا۔
رفیق یہ واقعہ سن کر زار زار رونے لگا۔ حضرت ابن بشار نے
پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں
آپ کی جگہ ہوتا تو ایسا نہ کر سکتا۔ جب دونوں مکہ معظمہ پہنچے اور
طواف و سعی کر چکے تو حضرت ابن بشار ایک حجرہ میں سو گئے خواب
میں ایک حسین اور کشیدہ قامت شخص کو دیکھا۔ پوچھا یوسف صدیق

اس شخص نے جواب دیا۔ ہاں۔

ابن بشار نے کہا کہ عزیز کی بیوی کے ساتھ آپ کا معاملہ عجیب ہوا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا کہ زنِ اعرابی کے ساتھ تمہارا معاملہ عجیب تر ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ تین آدمی سفر کر رہے تھے۔ رات ہوئی تو حفاظت کے خیال سے ایک غار میں چلے گئے۔ اتفاقاً پہاڑ سے ایک بڑا پتھر لڑھک کر غار کے مُنہ پر آگرا۔ اور نکلنے کی راہ نہ رہی۔ ان تینوں مسافروں کے لئے پتھر کو ہٹانا ممکن نہ تھا۔ بیچاروں نے زندگی سے مایوس ہو کر کہا۔ کہ اب نجات کی کوئی راہ نہیں۔ مگر یہ کہ ہم تینوں دُعا کریں اور ہر شخص اپنے کسی نیک عمل کا ذکر کرے۔ شاید اس کے طفیل اس قید سے رہائی ملے۔ اور زندہ درگور ہونے سے بچ جائیں۔

ایک مسافر نے کہا۔ بار خدایا تجھے علم ہے کہ میں اپنے ماں باپ سے پہلے کھانا نہ کھاتا تھا نہ بیوی بچّوں کو دیتا تھا۔ ایک دن کسی کام کو گیا۔ اور بہت رات گئے واپس آیا۔ میرے ماں باپ سو گئے تھے۔ میں نے پیالہ بھر دودھ لیا اور اس انتظار میں ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا کہ وہ جاگیں تو پیش کر دوں۔ وہ

صبح تک نہ جاگے۔ اور میں اسی طرح کھڑا رہا۔ بار خدایا اگر یہ کام تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل کو آسان کردے۔اس دعا کے بعد پتھر کو تھوڑی جنبش ہوئی۔

پھر دوسرے نے عرض کی کہ بار خدایا تو عالم الغیب ہے تجھے علم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی میں اس پر عاشق تھا۔ وہ میرا کہا نہ مانتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک سال قحط پڑا اور افلاس نے اس کے نازو غرور کی عمارت کو پیوند خاک کر دیا۔ میری محبت جس کو فارغ البالی میں اس نے بیدردی سے ٹھکرا دیا تھا۔ اب شائستہ التفات ٹھہری۔ اور وہ گاہ گاہ میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔ میں نے اُسے ڈیڑھ سو دینار پیش کئے۔ جو شکریہ کے ساتھ قبول کر لئے گئے۔ ایک روز ہم تنہائی میں محبت کی باتیں کر رہے تھے اور قریب تھا کہ شیطان ہمارے درمیان آکودے۔ یکایک مجھے گناہ کا اندیشہ دامنگیر ہوا۔ اور میں اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا آیا۔ اور پھر اس سے ملنے کا قصد نہیں کیا۔ بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ عمل محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے اور اس تنگ و تاریک غار سے نکلنے کی راہ پیدا کر۔"
اس دعا کے بعد پتھر اپنی جگہ سے کچھ سرک گیا۔ لیکن اس تنگ

شگاف سے ان کے لئے نکلنا محال تھا۔

پھر تیسرے نے عرض کی کہ بار خدایا یہ واقعہ تیرے علم میں ہے۔ کہ مَیں نے ایک بار کچھ مزدور لگائے تھے۔ کام ختم ہونے پر سب کی مزدوری دیدی۔ صرف ایک مزدور اپنی اُجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ مَیں نے اس اُجرت سے ایک بکری مول لی اور اس کی نسل بڑھاتا رہا۔ یہانتک کہ تجارت میں بہت مال جمع ہو گیا۔ مدّت کے بعد وہ مزدور اُجرت مانگنے آیا۔ بکری گائے بیل اُونٹ لونڈی اور غلام جو موجود تھے مَیں نے کہا کہ یہ سب تیرا مال ہے ان کو لے جا۔ اسے یقین نہ آیا۔ کہا آپ مذاق کرتے ہیں میں نے یقین دلایا۔ کہ یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوتے ہیں وہ سب چیزیں میں نے اسے دیدیں۔ بار خدایا اگر میرا یہ عمل محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے۔ اس دُعا کے بعد پتھّر بالکل ہٹ گیا۔ اور تینوں مسافر سلامتی کے ساتھ غار سے نکل آئے۔

حضرت بکر ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک قصائی کو اپنے پڑوسی کی لونڈی سے محبّت تھی۔ ایک روز وہ لونڈی کسی کام کے لئے جنگل میں گئی۔ قصائی والہانہ جذبہ شوق میں اٹھا سے بے اختیار لپٹ گیا

لونڈی نے کہا۔ اے جوانمرد مجھے بھی تجھ سے محبّت ہے لیکن خدا سے ڈرتی ہوں۔ قصائی نے کہا کہ تو ڈرتی ہے تو میں بھی ڈرتا ہوں یہ کہہ کر توبہ کی۔ واپس آتے ہوئے راہ میں اُسے سخت پیاس لگی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جاتے۔ اتفاقاً اس طرف سے ایک راہرو گذر رہا تھا۔ اُس نے قصائی کو خستہ حال دیکھ کر پوچھا کیا تکلیف ہے۔ قصائی نے کہا پیاس سے مر رہا ہوں۔ راہرو نے کہا کہ اس جنگل میں دُور دُور تک پانی کا نشان نہیں۔ آؤ ہم مل کر دُعا کریں عجب نہیں خداوند تعالےٰ اس مصیبت کو دُور کر دے۔ اور ہم آسانی سے شہر پہنچ جائیں۔ قصائی نے کہا کہ میں کوئی عبادت نہیں رکھتا ہوں۔ تم دعا کرو۔ راہرو نے دُعا کی۔ اسی وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا۔ آفتاب کی تمازت اس کی وجہ سے کم ہو گئی۔ قصائی اور وہ مسافر آرام سے راہ طے کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابر کا ٹکڑا انہی کے سر پر سایہ کرنے کے لئے آیا ہے۔ شہر کے نزدیک پہنچ کر یہ دونوں جُدا ہونے لگے۔ تو ابر کا ٹکڑا قصائی کے ساتھ چلا۔ راہرو نے تعجب سے کہا۔ کہ تم تو کہتے تھے کہ میں کوئی عبادت نہیں رکھتا ہوں۔ اپنا حال بتاؤ۔ قصائی نے اپنے عشق اور گناہ سے باز رہنے کا واقعہ بیان کیا۔ راہرو نے کہا کہ جو فضیلت توبہ

کرنے والے کے واسطے ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔

خاموشی کے فائدے | حضرت لقمان داؤد علیہ السلام کے پاس جایا کرتے تھے۔ حضرت داؤدؑ زرہ بنانے میں مشغول رہتے تھے۔ لقمان معلوم کرنا چاہتے تھے کہ یہ کیا چیز بناتے ہیں۔ مگر دریافت نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ پورا ایک سال گزر گیا جب زرہ مکمل ہوگئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے پہن کر فرمایا کہ یہ لڑائی کے لئے اچھا لباس ہے۔

ایک دن حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس وقت ایک جنتی شخص دروازہ سے آتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عبداللہ بن سلام حاضر ہوئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا عمل کیا ہے۔ فرمایا کہ میرا عمل تھوڑا سا ہے۔ البتہ جس چیز سے مجھے کام نہ ہو اس کے گرد نہیں پھرتا ہوں۔ اور کسی کی بدخواہی بھی نہیں کرتا۔

ایک اعرابی اونٹ پر سوار تھا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا اور چاہا کہ آپ کے پاس پہنچے۔ ہر چند اونٹ کو آگے چلایا۔ وہ پیچھے ہی ہٹتا گیا۔ اصحاب جو اس وقت موجود تھے۔ اونٹ کی حرکت پر ہنستے تھے۔ اعرابی اس حالت میں اونٹ سے گر کر

مرگیا۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم وہ شخص اُونٹ سے گر کر ہلاک ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ اور تمہارے منہ اُس کے خون سے پُر ہیں۔ کہ اس پر ہنستے تھے۔

پاکیزہ مزاح | ایک بار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بُڑھیا سے فرمایا۔ کہ کوئی بُڑھیا جنّت میں نہ جائیگی۔ بڑھیا یہ سُن کر رونے لگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مایوس نہ ہو پہلے تجھے جوان کر لینگے۔ پھر جنّت میں لیجائینگے۔

ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میرا شوہر آپ کو بُلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ عورت نے عرض کی۔ میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔

ایک بار ایک عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بٹھا لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اُونٹ کے بچّے پر بٹھاؤنگا اس نے عرض کی کہ میں یہ نہیں چاہتی۔ اُونٹ کا بچّہ مجھے گرا دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی اُونٹ نہیں جو اُونٹ کا بچّہ نہ ہو۔

حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا میرے پاس آئیں میں نے دُودھ کی کوئی چیز پکائی تھی ان سے کہا کھاؤ۔ اُنھوں نے کہا میں نہیں کھاؤنگی۔ میں نے کہا نہ کھاؤ گی تو میں تمہارے مُنہ پر مل دونگی۔ حضرت سودہ نے پھر یہی کہا میں نہ کھاؤں گی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر وہ چیز اُن کے مُنہ پر مل دی۔ اس وقت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم درمیان بیٹھے تھے۔ آپ نے زانوئے مبارک ہٹا لیا کہ حضرت سودہ بھی مجھ سے بدلہ لے لیں۔ اُنہوں نے بھی وہ چیز میرے مُنہ پر مل دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہنسنے لگے۔

ضحاک ابن سفیان ایک خوبصورت شخص تھا۔ ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری دو بیویاں ہیں۔ دونوں حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان میں سے ایک کو طلاق دیدوں۔ اور آپ اُس کے ساتھ نکاح کر لیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بھی اس وقت موجود تھیں۔ اور ضحاک از راہِ خوش طبعی یہ بات کہہ رہا تھا (یہ واقعہ آیتِ حجاب نازل ہونے سے پہلے کا ہے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

نے فرمایا کہ تیری بیویاں زیادہ خوبصورت ہیں یا تو۔ ضحاک نے کہا میں۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی کے پوچھنے پر ہنس پڑے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب رضی سے فرمایا کہ تمہاری ڈاڑھ میں تکلیف ہے اور تم خرما کھاتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں دوسری طرف کی ڈاڑھ سے کھاتا ہوں۔

ایفائے عہد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ فرمایا کہ جب تم آؤ گے تو تمہاری حاجت برلاؤں گا۔ اس واقعہ کے بہت دنوں بعد جب آپ خیبر کی غنیمت تقسیم کرتے تھے وہ شخص آیا۔ آپ نے فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو؟ اس نے اسّی بکریاں مانگیں۔ آپ نے عطا کر دیں اور فرمایا کہ تو نے بہت تھوڑی سی چیز مانگی۔ ایک بڑھیا نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر بتائی تھی۔ حضرت موسےٰ نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ جو طلب کریگی پائیگی۔ بڑھیا نے کہا کہ میری دو تمنائیں ہیں اوّل یہ کہ از سر نو جوان ہو جاؤں۔ دوسرے یہ کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ یہ شخص عرب میں ضرب المثل ہو گیا۔ لوگ کہتے تھے کہ فلاں شخص ۸۰ بکریوں والے سے بھی سہل گیر ہے۔

ایک شخص نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے وعدہ کیا کہ فلاں جگہ ملوں گا۔ یہ وعدہ اُسے یاد نہ رہا۔ تیسرے روز گیا تو آپ تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ اے جوان میں تین روز سے تیری راہ دیکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عامرؓ کہتے ہیں۔ کہ ایک چھوٹا لڑکا جارہا تھا۔ میں نے کہا آ میں تجھے کچھ دُونگا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم میرے گھر تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا تم کیا دوگے؟ میں نے عرض کی خرما۔ فرمایا کہ اگر تم نہ دیتے تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھُوٹ لکھا جاتا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عاملی سے واپس آئے تو ان کی اہلیہ نے کہا کہ اتنے روز عاملی کی۔ میرے واسطے کیا لائے؟ آپ نے کہا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا اس وجہ سے تمہارے واسطے کچھ نہ لاسکا۔ (حضرت معاذؓ کا مقصد یہ تھا کہ حق تعالےٰ مجھے دیکھتا تھا۔ اہلیہ نے سمجھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کوئی آدمی دیکھ بھال کے واسطے ان کے ساتھ بھیج دیا تھا) حضرت معاذ کی اہلیہ اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر گئیں اور اُن سے شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول

لی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق
ی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظریں امانت دار تھے۔ آپ نے اُن کے
اتھ نگراں کیوں بھیجا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
ے حضرت معاذ کو بلایا اور ماجرا پوچھا۔ حضرت معاذؓ نے تمام
رگذشت سُنائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہنس
ے اور انہیں کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی اہلیہ کو دیدیں۔

حضرت عبداللہ ابن عتبہ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے والد کے ساتھ
یفہ عمر ابن عبدالعزیز کے پاس گیا کپڑے اچھے پہنے ہوئے تھا
ب واپس آئے تو لوگوں نے کہا۔ کہ امیر المومنین نے خلعت عطا
ا ہے۔ مَیں نے کہا کہ حق تعالےٰ امیر المومنین کو جزائے خیر دے
لد نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات مت کہو۔

حضرت سعید ابن مہلب کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ علاج کراتے
ھے۔ آنکھ کے کوئے میں کوئی سخت مادہ جمع ہوگیا۔ لوگوں نے کہا
اسے چھڑا دیں تو بہتر ہے۔ آپ نے کہا کہ مَیں نے طبیب سے کہہ
ہے کہ ہاتھ نہ لگاؤنگا۔ اسے چھڑواؤں تو جھوٹا ہو جاؤنگا۔

ایک شخص ابن سیرین کے سامنے حجاج کے مظالم بیان
ر رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حق تعالےٰ جس طرح لوگوں کا انتقام

حجّاج سے لیگا۔ اسی طرح حجاج کا بدلہ ان سے لیگا۔ جو اسکی غیبت
کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ کی غیبت کی آپ نے
خرما کا ایک طباق اس کے پاس بھیجا۔ اور فرمایا کہ میں نے سُنا
کہ تم نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی ہے۔ میں اس کی جزا دینا
تھا۔ معاف کرنا کہ پوری جزا نہ دے سکا۔

ایک بار بنی اسرائیل میں امساک باراں سے سخت قحط پڑا
مخلوق بڑی مصیبت میں مبتلا تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
دعائے باراں کے واسطے میدان میں نکلے۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ
تمہارے درمیان ایک چغل خور ہے۔ اس سلئے دعا قبول نہیں کی
حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ کون شخص ہے میں
نکال دوں۔ ارشاد ہوا کہ ہم چغل خور کو دشمن سمجھتے ہیں اور خود چغلی
کریں ؟ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغل خوری
سے توبہ کرو۔ لوگوں نے توبہ کی تب پانی برسا۔

ایک شخص نے ایک حکیم سے یہ سوالات کئے :۔

(۱) آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے ؟

(۲) زمین سے زیادہ کیا چیز بھاری ہے ؟

(۳) پتھر سے زیادہ کیا چیز سخت ہے۔
(۴) آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے۔
(۵) زمہریر سے زیادہ کیا چیز سرد ہے۔
(۶) دریا سے زیادہ کون مالدار ہے۔
(۷) یتیم سے زیادہ کون حقیر ہے۔
حکیم نے جواب دیا :-
(۱) حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے۔
(۲) بیگناہ پر بہتان زمین سے زیادہ بھاری ہے
(۳) قانع کا دل دریا سے زیادہ تونگر ہے۔
(۴) حسد آگ سے زیادہ گرم ہے۔
(۵) کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے۔
(۶) دردمند پر رحم نہ کرنے والا دل زمہریر سے زیادہ سرد ہے۔
(۷) بدنام چغلخور یتیم سے زیادہ حقیر ہے۔
کچھ لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ' کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ بار خدایا یہ لوگ جو کچھ مجھے کہتے ہیں اس کے باعث مجھ سے مواخذہ نہ کر۔ اور یہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے اسے بخش دے اور مجھے اس سے بہتر کر دے جو یہ لوگ سمجھتے ہیں

ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہ، کی تعریف منافقانہ کرتا تھا
آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو زبان سے جو کچھ کہتا ہے۔ میں اس
بدتر ہوں اور جو تو دل میں سمجھتا ہے اس سے بہتر ہوں۔
کسی نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گالی دی اُنہ
نے کہا کہ اگر قیامت کے روز میرے گناہوں کا بدلہ بھاری ہوگا
جو کچھ تو کہتا ہے مَیں اس سے بدتر ہوں۔ اور گناہوں کا پلّہ ہلکا ہو تو
بات سے مجھے کیا ڈر ہے ؟

عیب چینی | ایک دن حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کسی سے
لڑ پڑے اور اسے ابن الحمرا (لونڈی بچّہ) کہا۔ یہ واقعہ سُن کر حضرت رسو
مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے ابوذر آج تم نے کسی
عیب بیان کیا اس کی ماں کے سبب سے خوب سمجھ لو کہ تم کس
سیاہ اور سرخ سے افضل نہیں۔ مگر یہ کہ تقویٰ میں اس سے زیا
ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس شخص سے معذ
کی۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک
شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بُرا کہتا تھا
حضرت صدیقؓ خاموش تھے۔ آخر جواب دینے لگے تو حضرت

...ل مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم اُٹھنے لگے حضرت صدیقؓ نے عرض
... اب تک تو آپ تشریف رکھتے تھے میں جواب دینے لگا تو اُٹھنے لگے حضورؐ
فرمایا کہ اب شیطان آ گیا اور میں نے یہ نہ چاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھوں۔
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ فتح کیا تو کعبہ
...ے دروازہ پر دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ خدا ایک ہے اس کا
...ی شریک نہیں" قریش نے مسلمانوں پر بہت مظالم کیئے تھے
...تے تھے کہ ہم سے انتقام لیا جائیگا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
...لم نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم کیا دیکھتے ہو اور کیا سمجھتے
...؟
...یش۔ یارسول اللہ ہم خیر کے سوا اور کیا کہیں۔ آپ کے کرم
کے امیدوار ہیں۔ آج قوت آپ کے ہاتھ میں ہے۔"
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں وہی کہتا
...ھائی یوسف نے اپنے بھائیوں پر قابو پا کر کہا تھا۔ اس کے بعد
...شریب علیکم الیوم کہہ کر عفو عام کا اعلان کرا دیا۔
ایک مجرم خلیفہ ہشام کے سامنے حجّت کرنے لگا۔
...یفہ۔ تو ہمارے سامنے حجّت کرتا ہے۔
...رم۔ بندے خدا کے سامنے عذر بیان کرنے میں حجّت کر سکتے

ہیں۔ تو میں تیرے سامنے کیوں حجّت بیان نہ کروں۔
خلیفہ۔ اچھا کہہ کیا کہتا ہے؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کوئی چیز چوری گئی
لوگ چور پر لعنت کرنے لگے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ
نے فرمایا کہ بار خدایا اگر چور نے وہ چیز کسی ضرورت سے لی
تو اُسے مبارک ہو۔ اور گناہ پر دلیری سے لے گیا ہے تو اُس
یہ گناہ آخری ہو۔

عبدالملک بن مروان کے سامنے کچھ اسیرانِ جنگ لائے
ایک بزرگ نے جو وہاں موجود تھے فرمایا کہ جو کچھ (فتح) تو دوست
تھا حق تعالےٰ نے تجھے دیا۔ اب جو کام حق تعالےٰ کو پسند
وہ تو کر یعنی ان سب کے جرم معاف کر دے۔ عبدالملک
سب اسیرانِ جنگ کو رہا کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ آپ
فرمایا کہ اس وقت ایک جنتی آتا ہے۔ ایک انصاری ہاتھ میں
نعلین لٹکائے آیا۔ اس کی ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا تھا
دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن

حاسد۔ آپ اس کو اپنے پاس بُلا لیجیے۔ وہ اپنی ناک پر ہاتھ
لیگا۔ تاکہ آپ کے منہ کی بو دماغ میں نہ پہنچے۔ بادشاہ سے کہ
کے بعد حاسد نے پارسا کی دعوت کی اور اس کو ایسا کھانا کھلا
جس میں لہسن معمول سے زیادہ ڈالا گیا تھا۔ بادشاہ نے امتحان
کے طور پر پارسا کو اپنے پاس بلایا۔ پارسا نے فو
اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا کہ بادشاہ کی ناک میں لہسن کی بو نہ پہنچے
بادشاہ کو پارسا کی اس حرکت سے حاسد کی بات کا یقین ہوگ
بادشاہ کی عادت تھی کہ بجارت خلعت اور بڑے انعام کے س
اور کوئی حکم اپنے ہاتھ سے نہ لکھتا تھا۔

ایک عہدہ دار کے نام فرمان لکھا کہ جو شخص اس حکم کو لیک
تمہارے پاس پہنچے اُسے فوراً تہ تیغ کر دو۔ یہ فرمان لکھکر پارسا
دیا۔ کہ فلاں عہدہ دار کے پاس جاؤ۔ پارسا اس فرمان کو لے کر
دربار سے باہر آیا۔ تو راہ میں حاسد نے پوچھا کیا لئے جاتے
ہو۔ پارسا نے کہا کہ بادشاہ کا ایک فرمان ہے۔ فلاں عہدہ دا
کے پاس پہنچاؤنگا۔ حاسد نے یہ سمجھ کر کہ اس میں خلعت اور انعا
کا حکم ہوگا۔ کہا کہ لاؤ یہ کام میں کرونگا۔ پارسا نے بادشاہ کا ٹ
فرمان اس کے حوالے کر دیا۔ اور خود واپس آگیا۔ حاسد اس فر

کو لے کر عہدہ دار کے پاس پہنچا۔ عہدہ دار نے کھول کر پڑھا۔ اور کہا کہ اے شخص اس میں تیرے قتل کرنے کا حکم ہے اور یہ بھی ہدایت ہے کہ اس کی کھال میں بھُس بھر دیا جائے۔

حاسد۔ فرمان لکھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ یہ حکم کسی اور شخص کے واسطے ہوگا۔ میں بے گناہ ہوں۔ آپ بادشاہ سے پھر پوچھ لیں۔

عہدہ دار۔ احکامِ شاہی میں دوبارہ پوچھنے اور معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس فرمان میں صاف اور صریح لکھا ہوا ہے کہ حامل کو فوراً موت کے گھاٹ اتار دو اور اس کی کھال کھینچ کر بھُس بھروا دو۔"

عہدہ دار نے حاسد کو قتل کروا دیا۔ اور اس کی کھال سے ساتھ وہی سلوک کیا جس کی ہدایت فرمان میں درج تھی۔

پارسا دوسرے دن حسبِ معمول بادشاہ کے دربار میں گیا۔ اور تخت کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔

"نیکوں کے ساتھ نیکی کرو۔ بدوں کے واسطے ان کی بدی ہی کافی ہے۔"

بادشاہ کو تعجب ہوا اور پوچھا۔

بادشاہ۔ تُو نے اس فرمان کو کیا کیا؟
پارسا۔ مَیں نے فلاں شخص کے حوالے کر دیا تھا۔
بادشاہ۔ وہ شخص تو کہتا تھا کہ تو ہمارے متعلق ایسی باتیں کرتا ہے۔
پارسا۔ مَیں نے ایسی بات کبھی نہیں کی۔
بادشاہ۔ جب ہم نے تجھے پاس بُلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا۔
پارسا۔ اس شخص نے مجھے دعوت میں لہسن پڑا کھانا کھلایا تھا۔
بادشاہ۔ تیری بات سچی ہوئی کہ بد کو اُس کی بدی ہی کافی ہوگی۔

دُنیا کی محبّت کی بُرائی رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم ایک روز ایک مری ہوئی بکری کے پاس سے گزرے۔ فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے۔ کوئی اس کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔ قسم ہے اُس خُدا کی جس کے ہاتھ میں محمّدؐ کی جان ہے کہ حق تعالےٰ کے نزدیک مچھّر کے پر کے برابر بھی اس کی وقعت ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی نہ پیتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دُنیا

دکھادوں ؟ یہ فرما کر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک گھورے (مزبلے) کے قریب لے گئے۔ اور فرمایا کہ اس میں آدمیوں اور بکریوں کی کھوپڑیاں اور لتے پڑے ہیں۔ تمہارے سروں کی طرح یہ سر بھی حرص و ہوا سے پُر تھے لیکن آج استخوان بے پوست ہو گئے ہیں۔ اور جلد ہی خاک سیاہ بن جائینگے۔ اور یہ گندگیاں دو انواع و اقسام کے کھانے ہیں جن کو بڑی محنت سے لاتے ہیں۔ اور اس طرح پھینک دیا کہ سب لوگ ان سے بھاگتے ہیں۔ اور یہ لتے ان کے فاخرہ لباس ہیں جو ہوا میں اُڑ رہے ہیں اور یہ ہڈیاں ان کے مویشی اور گھوڑوں کی ہیں۔ جن کی پیٹھ پر چڑھ کر وہ جہاں کے گرد پھرتے تھے۔ تمام دُنیا یہ ہے۔ اگر کوئی شخص دُنیا پر رونا چاہے تو اس سے کہہ دو کہ یہ رونے کی ہی جگہ ہے۔ اس پر جو لوگ موجود تھے رونے لگے۔

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کچھ مال بحرین سے بھیجا۔ انصار نے یہ خبر سُن کر صبح کی نماز میں ہجوم کیا۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو انصار آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے اور فرمایا کہ شاید تم نے سُنا ہے کہ مال آیا ہے اُنہوں نے عرض کی

"ہاں" آپ نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو آئندہ ایسے کام ہونگے جن سے تم خوش ہوگے۔ مَیں تمہاری محتاجی سے نہیں ڈرتا۔ اس سے ڈرتا ہوں کہ حق تعالے دُنیا کا مال تمہیں افراط سے عنایت کرے۔ جیسا ان لوگوں کو عنایت کیا جو تم سے پہلے گذرے۔ پھر تم اس سے جھگڑا کرو جیسا اگلوں نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے۔

ایک بار حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک شہر میں وارد ہوئے سب کو مُردہ دیکھا۔ حواریوں سے فرمایا کہ اے لوگو یہ سب غضبِ الٰہی سے مرے ہیں۔ ورنہ زیرِ خاک ہوتے۔ حواریوں نے عرض کی کہ معلوم ہو کس سبب سے ان پر عذاب آیا۔

حضرتِ عیسٰے علیہ السلام ایک بلندی پر چڑھے اور فرمایا۔ اے شہر والو۔ ایک شخص نے جواب دیا لبّیک یا رُوح اللہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا قصّہ کیا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ رات کو ہم بخیریت سوتے تھے۔ صبح اُٹھے تو اپنے کو دوزخ میں پایا۔ فرمایا کیوں۔ اس نے عرض کی کہ ہم دُنیا کو دوست رکھتے تھے۔ اور گنہگاروں کی اطاعت کرتے فرمایا کہ تم کیونکر دُنیا کو دوست رکھتے تھے۔ عرض کی جس طرح

لڑکا ماں کو دوست رکھتا ہے۔ جب دُنیا کا مال ملتا تو خوش ہوتے
چھن جاتا تو ناخوش ہوتے۔ حضرت عیسیٰ السلام نے پوچھا کہ اوروں نے
کیوں جواب نہ دیا۔ عرض کی کہ ان میں ہر ایک کے منہ میں آگ کی
لگام ہے۔ فرمایا کہ تم نے کیوں جواب دیا۔ عرض کی کہ میں ان میں
تھا۔ مگر ان میں سے نہ تھا۔ عذاب آیا تو ان کے درمیان رہ گیا۔ اب
دوزخ کے کنارہ ہوں۔ نہیں جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ میں
جاؤں گا۔

ایک دن حضرت سلیمانؑ تخت رواں پر چلے جاتے تھے۔
دیو اور پری سب آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ بنی اسرائیل کے
ایک عابد کی طرف سے گذر ہوا۔ اس نے کہا کہ اے ابن داؤد حق تعالےٰ
نے آپ کو بڑی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ
سلیمان کا نامہ اعمال میں ایک تسبیح اس سلطنت سے اچھی ہے۔ تسبیح
باقی رہیگی سلطنت نہ رہیگی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ امیر شام تھے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب وہاں پہنچے تو حضرت ابوعبیدہؓ
کے مکان میں ایک تلوار ایک سپر اور ایک رحل کے سوا کچھ نہ تھا۔ پوچھا
کہ آپ نے ضروری چیزیں کیوں مہیّا نہ کیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے

جواب دیا کہ جہاں مجھے جانا ہے وہاں یہی چیزیں کافی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن منبر پر تقریر کر رہے تھے۔ آپ نے اہل عراق کو دیکھا اور فرمایا کہ یہاں جو عراقی ہیں کھڑے ہو جائیں۔ سب عراقی کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا جو کوفی ہو بیٹھ جائے۔ سب کوفی بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا جو قرن کے رہنے والے ہیں وہ بھی بیٹھ جائیں۔ ایک شخص کھڑا رہ گیا۔ آپ نے پوچھا کہ اویس قرنی کو جانتے ہو۔ اس نے عرض کی ہاں جانتا ہوں۔ وہ تو اس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہیں کہ آپ اس کا ذکر کریں۔ قرن میں اس سے زیادہ احمق محتاج اور دیوانہ کوئی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ یہ سُن کر روئے۔ اور فرمایا کہ میں انہیں اس واسطے تلاش کرتا ہوں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور سفر کی گنتی کے برابر لوگ حضرت اویس قرنی رضؓ کی شفاعت سے بخشے جائینگے۔

ایک دن حواریوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہیں۔ اور ہم نہیں چل سکتے۔ فرمایا کہ تمہارے نزدیک چاندی سونا کیا ہے۔ عرض کی اچھا ہے۔ فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے۔

ایک شخص نے حضرت ابوداؤد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو ستایا۔ اُنہوں نے دعا کی کہ بار خدایا اس شخص کو تندرستی لمبی عمر اور بہت مال عطا کر۔

حضرت یحییٰ ابن معاذؒ کہتے ہیں کہ درم اور دینار سانپ اور بچھو ہیں۔ جب تک ان کا منتر نہ سیکھے انہیں ہاتھ نہ لگاتے۔ ورنہ ان کے زہر سے ہلاک ہو جائیگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ منتر کیا ہے۔ فرمایا کسب حلال اور خرچ جائز۔

محمد کعب القرظی نے بہت سا مال پایا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے بیٹوں کے واسطے چھوڑو۔ کہا میں اس مال کو اللہ کے پاس چھوڑونگا۔ اور اللہ تعالےٰ کو اولاد کے واسطے چھوڑونگا۔ تاکہ حق تعالےٰ انہیں اچھا رکھے۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی کی کچھ زمین تھی۔ اس سے روزی بقدر حاجت ملتی تھی۔ خواجہ عبداللہ فاریدی کہتے ہیں کہ ایک دن لوگ اس زمین کا غلّہ لا رہے تھے۔ شیخ ابوالقاسم نے مٹھی بھر دانہ اس میں سے اٹھائے اور کہا کہ میں سب متوکلوں کے توکل سے اسے نہ بدلوں گا۔

سخاوت | ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنا حال لکھ کر پیش کیا۔ فرمایا کہ تیری حاجت پوری ہو گی۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے

اس رقعہ کو پڑھا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ میں ڈرا کہ میں اس کو ذلت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھوں۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ ۸۰ ہزار درم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو بطور نذر بھیجیں۔ حضرت صدیقہؓ نے یہ سب مال تقسیم کر دیا۔ شام کو اپنی خادمہ ام درہ سے فرمایا کہ کھانا لاؤ کہ روزہ کھولوں۔ وہ روغن زیتون اور روٹی لے گئی گوشت نہ تھا۔ کھانا رکھنے کے بعد عرض کی کہ آپ نے وہ تمام مال تقسیم کر دیا۔ اگر ہم لونڈیوں کے واسطے ایک درم کا گوشت منگا لیتیں تو کیا ہوتا؟ فرمایا کہ اگر تو یاد دلا دیتی تو منگا دیا جاتا

حضرت ابوالحسن مدائنیؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زادِ راہ تھا وہ پیچھے رہ گیا۔ سب بھوکے پیاسے تھے۔ ایک بڑھیا کے پاس پہنچے اور کہا کچھ پینے کو ہے۔ اُس نے کہا ہاں ہے۔ ایک بکری تھی اُس کا دودھ دُوہ کر حاضر کیا۔ سب نے پیا۔ پھر پوچھا کہ کچھ کھانا بھی ہے بڑھیا نے کہا کہ تیار نہیں البتہ اس بکری کو ذبح کر لیجئے۔ ان حضرات نے بکری

وذبح کرکے کھالیا۔ اور چلتے وقت فرمایا کہ ہم قریش میں سے ہیں۔
جب واپس آئینگے تو ہمارے پاس آنا۔ ہم تجھ سے بہتر سلوک کرینگے۔
یہ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ بڑھیا کا شوہر آیا تو خفا ہو کر کہنے لگا کہ تو نے
بکری ان لوگوں کو کھلا دی جن کو جانتی بھی نہیں کہ کون تھے۔ اس واقعہ
کے چند روز بعد بڑھیا اور اس کا شوہر مفلسی کے باعث مدینہ منورہ
میں آئے۔ اور اونٹوں کی مینگنیاں چن چن کر بیچنے لگے۔ ایک دن
بڑھیا کہیں جاتی تھی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ دروازہ
پر کھڑے تھے دیکھ کر پہچانا اور فرمایا کہ بڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے
اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا میں وہ شخص ہوں جو فلاں روز تیرا مہمان
ہوتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا۔ ہزار بکریاں اور ہزار دینار
بڑھیا کو دیدیئے جائیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ
اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر نے بھی بڑھیا کو بکریاں اور دینار عطا
کئے۔ اور وہ چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر اپنے خاوند
کے پاس گئی۔

ایک شخص جو سخی مشہور تھا مر گیا۔ کچھ لوگ سفر سے آتے تھے اس
کی قبر کے پاس اترے اور بھوکے سو رہے۔ مسافروں میں سے
ایک نے خواب میں اس سخی کو یہ کہتے سنا۔ کہ تو اپنے اونٹ کو

میرے اُونٹ کے بدلے بیچے گا۔ مسافر نے کہا ہاں۔ مردہ سخی نے م
کے اُونٹ کو ذبح کر دیا۔ مسافر جاگے تو اُونٹ کو ذبح کیا ہوا
دیگ میں اس کا گوشت پکایا۔ اور خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ یہاں
چلے تو راہ میں ایک قافلہ کو دیکھا۔ اس میں سے ایک شخص نے ا
مسافر کا نام لے کر پکارا۔ جس کے اُونٹ کو مردہ سخی نے ذبح کر
تھا۔ اور کہا کہ تو نے فلاں مردہ سے اُونٹ خریدا ہے۔ مسافر
نے کہا ہاں خریدا ہے مگر خواب میں۔ اس شخص نے کہا کہ وہ بد
کا اُونٹ یہ ہے اسے لیجاؤ۔ میں نے بھی مردہ کو خواب میں دیکھ
تھا اور اس نے مجھے ہدایت کی تھی کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ اونٹ
فلاں مسافر کو دیدینا۔

ابو سعید خرگوشی کہتے ہیں کہ مصر میں ایک شخص تھا محتسب نام
فقیروں کے لئے کچھ چندہ جمع کر دیا کرتا تھا۔ ایک شخص کے گھر بچہ
پیدا ہوا اس کے پاس خرچ کے لئے کچھ نہ تھا۔ وہ محتسب کے
پاس گیا۔ محتسب اپنے معمول کے مطابق اس کو ساتھ لے کر کئی
آدمیوں کے پاس گیا کسی نے کچھ نہ دیا۔ آخر سائل کو ایک قبر
لے گیا۔ اور بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ اے مردہ تجھ پر خدا کی رحمت تو الہ
آدمی تھا کہ فقیروں کا درد محسوس کرتا تھا۔ میں نے آج اس شخص

واسطے بہت کوشش کی کسی نے کچھ نہ دیا" یہ کہہ کر اُٹھا اور اپنی جیب سے ایک دینار نکال کر دو ٹکڑے کئے ایک ٹکڑا سائل کو دے کر کہا کہ جب تک تجھے کہیں سے کچھ ملے۔ اس سے کام چلا یہ بطور قرض دیتا ہوں۔ محتسب نے اسی رات خواب میں اس مُردہ کو دیکھا کہتا ہے کہ جو کچھ تو نے کہا مَیں نے سنا لیکن ہمیں جواب دینے کا حکم نہیں۔ اب تو میرے گھر جا اور میرے لڑکوں سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودیں۔ وہاں پانچ سو دینار گڑے ہیں وہ اس سائل کو دیدیں۔ دوسرے دن محتسب اس مردہ کے گھر گیا اور اس کے لڑکوں سے خواب بیان کیا۔ لڑکوں نے وہ جگہ کھودی تو پانچ سو دینار نکلے محتسب نے کہا کہ میرا خواب حکمی نہیں یہ مال تمہارا ہے اسے رکھو۔ لڑکوں نے کہا سبحان اللہ مُردہ تو سخاوت کرے اور ہم بخل سے کام لیں محتسب ان دیناروں کو سائل کے پاس لے گیا۔ اس نے ایک دینار کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک حصّہ سے محتسب کا قرض ادا کر دیا اور کہا باقی محتاجوں کو دیدو۔ مجھے اسی قدر حاجت تھی۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ مَیں جب مصر گیا۔ اور اس مردہ سخی کے لڑکوں سے ملا تو ان کے چہروں سے خیر کے آثار نمایاں تھے۔

حضرت امام شافعیؒ مکہ معظمہ آئے تو دس ہزار دینار ان کے پاس تھے۔ شہر کے باہر خیمہ کھڑا کیا۔ اور چادر بچھا کر دینار اس پر رکھ دیئے۔ جو شخص آتا اسے مٹھی بھر کر دے دیتے۔ ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر جھاڑی تو کچھ نہ تھا۔ ایک شخص نے سوار ہوتے وقت رکاب پکڑ لی آپ نے ربیع ابن سلیمان سے کہا کہ اسکو چار سو دینار دیدو اور عذر خواہی کرو۔

ایثار| حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھر ایک شخص آیا اس وقت گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ انصار میں سے ایک شخص آیا اور مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ کھانا تھوڑا تھا چراغ گل کر دیا۔ اور کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا۔ آپ جھوٹ موٹ ہاتھ چلانے لگا۔ تا کہ مہمان سیر ہو کر کھالے۔ دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور مروّت جو تم نے مہمان کے ساتھ کی حق تعالےٰ کو بہت پسند آئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ یوثرون علیٰ انفسہم . . . . الخ

حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالےٰ ایک بار سفر میں تھے خرمے کے ایک باغ میں وارد ہوئے۔ ایک حبشی غلام اس کا نگہبان تھا۔ غلام کے واسطے تین روٹیاں آئیں۔ اتنے میں ایک کتا بھی

وہاں آنکلا۔ غلام نے کُتّے کو ایک روٹی ڈال دی۔ کُتّے نے کھالی۔ پھر دوسری روٹی ڈالی۔ وہ بھی کھالی۔ آخر تیسری روٹی بھی کُتّے کو کھلا دی۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا۔

حضرت عبداللہ۔ روزانہ تیرے لئے کتنی روٹیاں آتی ہیں؟

غلام۔ یہی جو آپ نے دیکھیں۔

حضرت عبداللہ۔ تو آج کیا کھائیگا۔

غلام۔ صبر کرونگا۔ کُتّے کو روٹیاں اس وجہ سے کھلادیں کہ وہ یہاں نہیں رہتا۔ کہیں دُور سے آیا تھا۔ مَیں نے نہ چاہا کہ وہ یہاں سے بھوکا جائے۔

حضرت عبداللہؓ نے اس غلام کو مول لے کر آزاد کر دیا۔ اور وہ باغ بھی خرید کر اسی کو دیدیا۔

حضرت حسن انطاکیؒ اکابر مشائخ میں تھے۔ اُن کے کچھ دوست آئے۔ روٹیاں سب کے واسطے کافی نہ تھیں۔ ٹکڑے کر کے سب کے سامنے رکھ دیں۔ اور چراغ اُٹھا لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد چراغ واپس لائے تو ٹکڑے اسی طرح رکھے تھے۔ ایثار کے خیال سے کسی نے بھی نہ کھائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معرکہ تبوک

میں بہت لوگ شہید ہوئے۔ میں پانی لئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈتا تھا۔ اسے پایا تو دم بھر کا مہمان تھا۔ میں نے پوچھا پانی پیوگے۔ اس نے کہا ہاں پیونگا۔ اتنے میں ایک اور زخمی نے کہا۔ آہ۔ میرے بھائی نے کہا کہ پہلے پانی اس کے پاس لے جاؤ وہ زخمی حضرت ہشام ابن العاص تھے۔ قریب تھا کہ ان کی رُوح جسم سے مفارقت کر جائے۔ میں نے کہا کہ پانی پی لیجئے اتنے میں ایک اور زخمی کے کراہنے کی آواز آئی حضرت ہشام نے کہا کہ اسے پانی دو۔ میں اس زخمی کے پاس پہنچا تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ پھر حضرت ہشام کے پاس آیا۔ وہ بھی دُنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ پھر اپنے چچا زاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی جاں بحق ہو چکا تھا۔

ایک شخص حضرت بشر حافیؒ کی جانکنی کے وقت آیا اور سوال کیا۔ آپ کے پاس ایک پیرہن کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کو اُتار کر دیدیا۔ اور کسی سے مستعار کپڑا لے کر پہن لیا۔ تھوڑی دیر بعد جاں بحق ہو گئے۔

مال کی محبّت ایک بادشاہ کے پاس ہدیہ میں ایک جڑاؤ کاسہ آیا تھا۔ بادشاہ نے ایک حکیم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک یہ

کاسہ کیسا ہے۔
حکیم۔ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی۔ اور اس کے آنے سے پہلے آپ مصیبت اور محتاجی سے بری تھے۔
بادشاہ۔ یہ کاسہ کس طرح مصیبت اور محتاجی کا سبب ہو سکتا ہے؟
حکیم۔ ٹوٹ جائے تو مصیبت اس وجہ سے ہے کہ بےنظیر ہے۔ اور چوری جائے تو اس کی ضرورت محسوس ہوتی رہے۔ یہاں تک کہ پھر اسی قسم کا دوسرا کاسہ دستیاب ہو۔
بادشاہ اور حکیم کی اس گفتگو کے بعد اتفاقاً وہ کاسہ ٹوٹ گیا۔ بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ اور کہا کہ حکیم کی پیشگوئی سچی نکلی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے اونٹ مال تجارت لے کر یمن سے آئے۔ مدینہ میں ان کی آمد سے غلغلہ پڑ گیا۔ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے کہا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے اونٹ ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ

فرمایا تھا" اس کی خبر حضرت عبدالرحمن بن عوف کو بھی پہنچ گئی
آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں
حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ حضور
نے ارشاد کیا تھا کہ مجھے جنّت دکھائی گئی۔ میں نے اپنے محتاج
اصحاب کو دیکھا۔ کہ دوڑے چلے آتے ہیں۔ لیکن تونگروں
میں عبدالرحمٰن بن عوف کے سوا کسی کو نہیں دیکھا۔ کہ وہ گرتا
پڑتا جنّت کے دروازہ تک پہنچا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن
عوف نے یہ سُن کر اونٹوں اور ان پر لدے ہوئے مال تجارت
کو فی سبیل اللہ خیرات کر دیا۔

ایک شخص نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے عرض کی
مَیں چاہتا ہوں کہ آپ کی صحبت میں رہا کروں۔ اور آپ کے
ساتھ چلنے لگا۔ دونوں ایک شہر کے قریب پہنچے تین روٹیاں
ان کے پاس تھیں۔ دو کھالیں ایک رہ گئی۔ حضرت عیسیٰؑ شہر
میں چلے گئے۔ واپس آکر دیکھا تو روٹی غائب تھی۔ اپنے رفیق
سے پوچھا۔ کہ روٹی کون لے گیا۔ اُس نے کہا مجھے معلوم نہیں
وہاں سے چلے تو راہ میں ایک ہرنی اپنے بچّوں کے ساتھ جا رہی

تھی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ایک بچّہ کو آواز دی وہ آگیا۔ آپ نے اُسے ذبح کر کے بھونا۔ اور رفیق کے ساتھ کھالیا۔ اس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بچّے زندہ ہو جا۔ بچّہ زندہ ہوگیا۔ پھر اپنے ساتھی سے پُوچھا کہ تجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے یہ معجزہ دکھایا۔ یہ بتا دے وہ تیسری روٹی کہاں گئی۔ اُس نے پھر بھی کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ یہاں سے چل کر ایک دریا پر پہنچے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اپنے رفیق کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پانی پر چل نکلے۔ دریا کے پار پہنچ کر اس شخص سے کہا۔ اے شخص تجھے اس خدا کی قسم جس نے یہ معجزہ دکھایا یہ بتا وہ تیسری روٹی کیا ہوئی۔ اس نے کہا کہ مَیں نہیں جانتا۔ یہاں سے چل کر ایک ریگستان میں پہنچے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے تھوڑی ریت جمع کی اور اس سے کہا۔ بحکم خدا سونا ہو جا۔ ریت سونا بن گئی۔ اس کے بعد سونے کے تین حصّے کئے۔ اور فرمایا ایک حصّہ میرا ہے ایک تیرا اور ایک اُس شخص کا جو تیسری روٹی لے گیا۔ اس شخص نے کہا کہ وہ روٹی میرے ہی پاس ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب یہ تمام سونا تیرا ہے۔ اور اس کے حوالے کر کے چلے گئے۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد دو آدمی وہاں آتے۔ اور اس شخص کے پاس سونا دیکھ کر چاہا کہ مار ڈالیں اور سونا چھین لیں۔ اس نے کہا کہ مجھے قتل نہ کرو۔ سونے کے تین حصّے ہیں ایک ایک حصہ لے لو۔

پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو شہر سے کھانا لے آ۔ وہ چلا گیا۔ راہ میں اپنے دل سے کہتا تھا کہ میں کھانے میں زہر ملا دونگا۔ تاکہ وہ دونوں سونا نہ لیجا سکیں۔ یہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ وہ تیسرا آجاتے تو اسے مار ڈالو۔ اور تمام سونا لے لو۔ وہ شخص کھانا لے کر واپس آیا تو ان دونوں نے اسے مار ڈالا۔ اور تمام کھانا کھا لیا۔ کھانا زہر آلود تھا تھوڑی دیر بعد دونوں نے دم توڑ دیا حضرت عیسٰے السلام واپس آئے تو سونا اسی طرح رکھا ہوا تھا۔ اور اس کے قریب تین لاشیں پڑی تھیں۔ فرمایا لوگو دُنیا ایسی ہی ہوتی ہے اس سے حذر کرو۔

جاہ کی محبّت شہر کا ایک امیر ایک زاہد کے پاس برکت لینے کے لئے آیا۔ زاہد نے امیر کو دور سے آتے دیکھ کر روٹی اور ترکاری منگائی۔ اور بڑے بڑے لقمے کھانے لگا۔ امیر نے اس طرح کھاتے دیکھا تو دل میں خیال کیا کہ یہ کھانے کا بڑا حریص

ہے۔ اس کا اعتقاد جاتا رہا۔ اور واپس چلا گیا۔

ریا کی بُرائی حضرت ابو دمامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں پڑا رو رہا ہے فرمایا کہ تو یہ زاری مسجد میں کر رہا ہے گھر میں کرتا تو کوئی تجھ سے بہتر نہ ہوتا۔

عبادت میں اخلاص ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لے کر گیا۔ انہوں نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے کبھی آپ سے حدیث نہیں سُنی۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تو سُنی ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرا دل اوروں کی نسبت اس پر زیادہ مہربان ہو جائے۔

ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیاں حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ آپ کو سلام ہے کہ میرا باپ آپ کا دوست اور کسب حلال سے کھانے والا تھا۔ یہ میراث حلال ہے قبول فرمائیے۔ حضرت سفیان نے وہ تھیلیاں قبول کر لیں۔ وہ شخص رخصت ہو گیا۔ تو آپ نے بیٹے کو دونوں تھیلیاں دے کر اس کے پیچھے بھیجا۔ اور کہا کہ ان کو واپس کر آؤ وہ واپس کر کے آئے تو کہا آپ کا دل پتھر کا ہے۔ صریحاً آپ دیکھتے ہیں کہ میں عیالدار ہوں۔ اور میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن آپ کو رحم نہیں آتا۔ حضرت سفیان ثوری

نے فرمایا۔ کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیئے اور
قیامت میں بازپرس مجھ سے ہو۔ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔
تکبّر | حضرت مطرفؒ نے مہلب کو ناز سے ٹہلتے دیکھا تو کہا کہ
او بندے خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے۔ کہا تم مجھے نہیں جانتے
فرمایا جانتا ہوں، پہلے تو ناپاک پانی تھا آخر کو مردار اور رسوا ہوگا۔
اور درمیان میں نجاستوں کا باربردار تھا۔
تواضع | ابو مسلم مدینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا سے حکایت بیان
کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے
مہمان تھے۔ آپ کا روزہ تھا۔ میں نے افطار کے لئے دودھ کا پیالہ
شہد ڈال کر حاضر کیا۔ آپ نے چکھا اور فرمایا یہ کیا ہے۔ میں نے
عرض کی کہ اس میں شہد ڈالا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے رکھ دیا۔
اور فرمایا کہ میں نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے۔ لیکن جو شخص خدا کے
واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالےٰ اسے سربلندی دیتا ہے۔ جو
تکبر کرتا ہے اُسے حقیر کر دیتا ہے۔ جو شخص بے اسراف خرچ کرتا
ہے اسے دوست رکھتا ہے۔ فضول خرچ کرنے والے کو دشمن
سمجھتا ہے۔ جو خدا کو بہت یاد کرتا ہے خدا اسے دوست رکھتا
ہے۔

ایک بیمار فقیر نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے در دولت پر سوال کیا۔ اس وقت حضور صلعم کھانا نوش فرما رہے تھے۔ فقیر کو بلا لیا۔ سب لوگ فقیر سے بچنے لگے۔ لیکن آپ نے اسے اپنے قریب بٹھا لیا اور فرمایا کھاؤ۔ قریش میں سے ایک شخص نے اس فقیر کی توہین کی تھی اور کراہت سے اس کی طرف دیکھا۔ آخر اسی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔

بنی اسرائیل میں ایک مشہور زاہد تھا۔ ایک روز بدلی اسکے سر پر سایہ کئے ہوئے تھی۔ ایک بدکار نے یہ دیکھ کر چاہا۔ کہ عابد کے پاس جا کر بیٹھے۔ شاید حق تعالےٰ اس کی برکت سے میرے حال پر رحم کرے۔ وہ عابد کے پاس گیا تو عابد نے کہا تو کون ہے جو میرے برابر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کو اٹھا دیا۔ بدکار چلنے لگا۔ تو وہ بدلی بھی اسی کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ اس زمانہ میں جو رسول تھے ان پر وحی آئی کہ فاسق اور عابد دونوں سے کہہ دو کہ از سر نو عمل کریں۔ فاسق کے گناہ اس کے نیک خیال کے باعث ہم نے بخش دیئے۔ اور عابد کی عبادت اس کے تکبر کے باعث چھین لی۔

ایک شخص نے ایک عابد کی گردن پر پاؤں رکھا۔ عابد نے

کہا پاؤں اُٹھالے۔ ورنہ خدا تجھے نہ بخشے گا۔ اس زمانہ کے رسول پر وحی آئی۔ کہ اس عابد سے کہہ دو کہ تو میرے اُوپر قسم کھاکر مستغنی کرتا ہے۔ مَیں تجھے ہی نہ بخشونگا۔

صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ ایک شخص کی تعریف کرتے تھے اتفاقاً وہ شخص بھی وہاں آنکلا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلعم ہم جس شخص کی تعریف کرتے تھے۔ یہ وہی شخص ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں اس میں رنج و نفاق پاتا ہوں سب کو تعجب ہوا۔ وہ شخص نزدیک آیا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا۔ کہ سچ کہہ کبھی تجھے یہ خیال آتا ہے کہ اس قوم میں مجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ اس نے عرض کی ہاں آتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا اے ابن اسود (حبشی کے بچّے) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ اے ابوذر آپے سے باہر نہ ہو کہ گورے کا بچّہ کالے کے بچّے پر فضیلت نہیں رکھتا۔ حضرت ابوذرؓ لیٹ گئے۔ اور اس شخص سے کہا کہ تو میرے مُنہ پر پاؤں رکھ۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دو آدمی تفاخر کرتے تھے۔ ہر ایک کہتا تھا کہ مَیں فلاں بن فلاں ہوں

کیا ہے؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایک آدمی نے فخر کیا تھا۔ اور بزرگوں کی ۹ پشتیں گنا دی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس سے کہہ دو۔ کہ ۹ پشتیں تو دوزخ میں ہیں اور تو دسواں ہے۔

خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے گھر ایک رات ایک شخص مہمان تھا۔ چراغ بجھنے لگا تو مہمان نے کہا میں تیل لے آؤں۔ میزبان نے کہا نہیں۔ مہمان سے کام لینا خلافِ مروت ہے۔ مہمان نے کہا غلام کو جگا دوں۔ فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے۔ پھر آپ اُٹھ کر تیل کا برتن لائے اور چراغ میں تیل ڈالا۔ مہمان نے کہا کہ یا امیرالمومنین یہ کام آپ خود کرتے ہیں۔ فرمایا جب میں گیا تھا تب بھی عمر تھا۔ اور جب آیا ہوں تب بھی عمر ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ شام میں پہنچے تو کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ ساتھیوں نے کہا کہ یہاں دشمن ہیں اچھے کپڑے پہن لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ نے مجھے اسلام کے سبب عزت دی ہے۔ دوسری چیز میں عزت نہ ڈھونڈوں گا۔

حضرت بشر حافی رحؒ سے ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ حج کر آؤں۔ فرمایا تماشا دیکھنے جائیگا یا حق تعالےٰ کی رضامندی کے لئے۔ اس نے کہا کہ حق تعالےٰ کی رضامندی کے واسطے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دینار دس محتاجوں یتیموں یا کسی عیالدار کو دیدے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہنچتی ہے وہ فرضِ حج کے سوا سو حج سے افضل ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے دل میں حج کی بہت رغبت پاتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ تو نے مال بے وجہ پیدا کیا ہے جب تک بے راہ خرچ نہ کر لیگا دل کو چین نصیب نہ ہوگا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ایک حبشی حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں میری توبہ قبول ہو جائیگی۔ فرمایا ہاں ہو جائیگی حبشی چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد واپس آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ جب میں گناہ کرتا تھا تو کیا خدا دیکھتا تھا۔ فرمایا ہاں۔ حبشی ایک نعرہ مار کر گر پڑا۔ اور اسی وقت مر گیا۔

بنی اسرائیل کے ایک عالم نے توبہ کی۔ اس زمانہ کے رسول

پر وحی آئی کہ اس عالم سے کہہ دو کہ اگر گناہ میرے تیرے درمیان ہی رہتے تو میں بخش دیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی ہے اور جن لوگوں کو تو نے گمراہ کیا۔ وہ ویسے ہی گنہگار ہیں۔ تو انہیں کیا کریگا؟

ایک نبی علیہ السلام نے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے لئے دعا کی۔ وحی آئی کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی اگر سب آسمانوں کے فرشتے اس کے حق میں شفاعت کریں تو میں جب تک اس کے دل میں گناہ کی لذت باقی ہے اس کی توبہ قبول نہ کروں گا۔

ابو عثمان مغربیؒ کے ایک مرید نے عرض کی کہ بعض وقت بیدلی سے زبان پر ذکر خدا جاری ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک عضو کو تو حق تعالے نے اپنے کام میں لگا لیا۔

رجا ایک شخص حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ زکوٰۃ اور حج مجھ پر فرض نہیں اس وجہ سے کہ میں مالدار نہیں۔ اس سے زیادہ عبادت نہیں کرتا۔ فردائے قیامت کو میں کہاں ہونگا۔ آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ حسد اور بغض سے دل کو نگہدار رکھے غیبت

اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھے۔ نامحرم کی طرف نظر نہ اٹھائے اور خلق خدا کی طرف تحقیر سے نہ دیکھے تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے عرض کی کہ یا رسول اللہ فردا کے قیامت کو خلق کا حساب کون کریگا آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ۔ پھر عرض کی کہ خود کریگا۔ فرمایا ہاں۔ اعرابی ہنس پڑا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے۔ اس نے عرض کی ہاں میں اس واسطے ہنستا ہوں کہ کریم جب قابو پاتا ہے تو قصور معاف کر دیتا ہے اور جب حساب لیتا ہے تو آسان کر دیتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ حق تعالیٰ سے زیادہ کریم کوئی نہیں۔ یہ اعرابی مرد فقیہ اور دانشمند ہے۔

ایک نوجوان کو کسی لڑائی میں گرفتار کرکے خیمہ میں قید کر دیا تھا۔ ایک دن یہ نوجوان چلچلاتی دھوپ میں گرمی کی شدت سے بہت بے قرار تھا۔ اتفاقاً ایک عورت اُدھر سے گذری۔ اس نے پہچان لیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ بے اختیار خیمہ کے اندر چلی گئی۔ اور لڑکے کو سینہ سے چمٹا لیا۔ لوگ ماں کی مامتا سے متعجب

ہوئے۔ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔
آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جتنی اپنے بیٹے پر رحیم ہے اس سے
زیادہ حق تعالےٰ تم پر رحیم ہے۔

خوف حضرت حسن بصریؒ سے ایک شخص نے کہا کہ ایسے لوگوں کی
صحبت کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جو ہمیں اتنا ڈراتے ہیں کہ دل
کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں سے محبت رکھو جو تمہیں
ڈرائیں۔ تاکہ فردائے قیامت کو بے خوف رہو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو
جو تمہیں بے خوف رکھیں۔ اور تم قیامت کے دن رسوا ہو۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو
قریب مرگ تھا پوچھا کہ اپنے کو کیسا پاتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ
اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ خدا کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ آپ
نے فرمایا کہ ایسے وقت جس کے دل میں یہ دونوں کیفیتیں جمع ہوں
خدا اسے خوف سے بچاتا ہے۔ اور اس کی امید پوری کرتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے یعقوبؑ کو
جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے یوسفؑ کو کیوں جدا کیا۔ کہ تو نے اپنے
بیٹوں سے کہا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ یوسف کو بھیڑیا
کھا جائے۔ اور تم اس سے غافل ہو جاؤ۔ تو بھیڑیے سے کیوں

ڈرا مجھ سے کیوں نہ امید رکھی۔ یوسف کے بھائیوں کی غفلت کا خیال کیا۔ میری حفاظت کا خیال نہ کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ گناہوں کی کثرت کے باعث بخشش سے نا امید ہے۔ فرمایا اے شخص مایوس نہ ہو۔ ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہوں سے بہت بڑی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے دوسرے بندوں کو بھی میرا دوست بنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ خلق کے دلوں میں تیری دوستی کس طرح پیدا کروں۔ ارشاد ہوا کہ انہیں میرا فضل وکرم یاد دلا کہ انہوں نے احسان کے سوا مجھ سے کچھ نہیں دیکھا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں۔ ایک اعرابی نے عرض کی کہ اگر بندہ توبہ کرے۔ فرمایا گناہ کو مٹا دیتے ہیں عرض کی اگر پھر گناہ کرے فرمایا لکھ لینگے۔ اعرابی نے عرض کی اگر پھر توبہ کرے۔ فرمایا گناہ کو مٹا دینگے۔ اعرابی نے عرض کی کہ یہ صورت کب تک رہے گی۔ فرمایا جب تک بندہ استغفار کئے جائے۔ جب

تک بندہ استغفار سے ملول نہیں ہوتا تب تک غفور الرحیم بھی بخشش سے ملول نہیں ہوتا۔

حضرت امام احمد حنبل رح کہتے ہیں کہ میں نے دُعا مانگی کہ خوف کا دروازہ میرے دل پر کھُلے۔ میں ڈرا کہ کہیں میری عقل زائل نہ ہو جائے پھر دعا کی بارِ خدایا اتنا خوف عطا کر جو میری طاقت کی قدر ہو۔ دعا بھی قبول ہو گئی۔ اور میرا دل ٹھہر گیا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رح سے پوچھا کیا حال ہے۔ فرمایا کہ اُس شخص کا حال کیا ہو گا جس کی کشتی منجدھار میں ٹوٹ جائے اور ہر شخص ایک تختے پر رہ جائے۔ اس نے کہا وہ بڑی مشکل میں ہو گا۔ فرمایا میرا حال بھی یہی ہے۔

حضرت حسن بصری رح سالہا سال نہیں ہنسے۔ ہمیشہ اس شخص کے حال میں رہتے تھے جس کو سزائے موت دیئے جانے کا حکم ہو چکا ہو۔ لوگ کہتے کہ آپ اس قدر عبادت اور ریاضت کے باوجود کیوں اس قدر ڈرتے ہیں۔ جواب دیتے کہ اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالےٰ نے مجھے کسی گناہ کے سبب دشمن ٹھہرا لیا ہو۔ اور فرمائے کہ جو تیرا جی چاہے کر میں تجھ پر رحمت ہی نہ کروں گا۔

حضرت اسلمی رح چالیس برس تک نہ ہنسے نہ آسمان کی طرف

دیکھا۔ ایک بار آسمان کی طرف نگاہ اُٹھ گئی تو خوف کے مارے گر پڑے۔ رات بھر میں کئی بار اپنے جسم کو ٹٹول کر دیکھتے کہ کہیں میں مسخ تو نہیں ہو چکا ہوں۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی ایک کنیز تھی۔ سو کر اُٹھی تو عرض کرنے لگی۔ یا امیرالمومنین میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔

خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز۔ بیان کر۔

کنیز۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ دہکائی گئی ہے اور اس پر ایک پُل رکھا گیا ہے۔ اس پُل سے خلفا کو گزارا جا رہا ہے۔ خلیفہ عبدالملک کو دیکھا کہ فرشتے انہیں لائے۔ اور وہ پُل سے دوزخ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گر پڑے۔

عمر ابن عبدالعزیز۔ پھر کیا دیکھا؟

کنیز۔ پھر فرشتے ولید ابن عبدالملک کو لائے۔ وہ بھی پل سے جہنم کی دہکتی آگ میں گر پڑے۔

عمر ابن عبدالعزیز۔ پھر کیا دیکھا؟

کنیز۔ پھر سلمان ابن عبدالملک کو لاتے۔ وہ بھی آگ میں گر پڑے۔

عمر ابن عبدالعزیز۔ پھر کیا دیکھا؟

کنیز۔ یا امیر المومنین پھر آپ کو لائے۔

کنیز اسی قدر کہنے پائی تھی کہ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز چیخ مار کر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے۔ کنیز ہر چند کہتی تھی کہ یا امیر المومنین آپ سلامتی کے ساتھ پل سے گذر گئے۔ لیکن ان پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ دیر کے بعد ہوش آیا تو کنیز نے خواب کا باقی حال سنایا۔

فقر اور زہد | حضرت موسےٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذرے۔ اس کے سر کے تلے ایک اینٹ رکھی ہوئی اور کمبل کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے مناجات کی کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کچھ بھی نہیں رکھتا۔ وحی آئی کہ اے موسےٰ تم نہیں جانتے۔ ہم جس کی طرف خوب متوجہ ہوتے ہیں۔ اس سے دنیا کو باز رکھتے ہیں۔

ایک شخص حضرت ابراہیمؒ کے پاس دس ہزار درہم لایا۔ آپ نے قبول نہ کئے۔ اس نے بہت منت کی تو فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں اس قدر مال لے کر اپنا نام فقیروں کی فہرست سے خارج کرالوں۔

حضرت عامر ابن قیسؒ کی طرف ایک شخص گذرا۔ وہ ساگ روٹی

کھاتے تھے۔ کہنے لگا۔ اے عامر دُنیا میں تو نے اسی قدر پر قناعت کی ہے؟

حضرت عامر۔ مَیں ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جنھوں نے اس سے بھی کم پر قناعت کی۔

اجنبی۔ وہ کون لوگ ہیں۔

عامر ابن قیس۔ کہا جو دُنیا کو آخرت کے عوض لیتے ہیں۔ وہ اس سے بھی بدتر اور کمتر پر قناعت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت بشر حافیؒ سے کہا۔ کہ میں عیالدار اور نادار ہوں میرے لئے دعا کیجئے۔ فرمایا کہ جب تیرے بچے کہیں کہ کھانا دے اور تو اسے مہیّا کرنے سے عاجز ہو تو اس وقت اپنے واسطے دُعا کرنا۔ کہ اس وقت تیری دُعا میری دعا سے افضل ہو گی۔

ایک شخص نے ایک دوست کو کوئی چیز پیش کی اُس نے کہا ٹھہر جا دیکھ کہ اگر اس چیز کو قبول کرنے سے میری قدر تیرے دل میں بڑھے تو قبول کروں۔

ایک بزرگ کو کوئی چیز بھیجی گئی تھی جو قبول نہ کی۔ لوگوں نے غصّہ کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں نے اس چیز کے بھیجنے والوں

پر بڑی مہربانی کی اگر میں لے لیتا تو وہ احسان جتاتے پھرتے تو اب بھی جاتا اور مال بھی۔

حضرت سری سقطیؒ امام احمد حنبلؒ کے واسطے تحفے بھیجا کرتے اور وہ رد کر دیا کرتے۔ حضرت سری سقطیؒ کہا کرتے کہ ہدیہ رد کرنے کی خرابی سے بچو۔ ایک بار حضرت سری سقطیؒ نے حسب معمول کوئی چیز ہدیۃً بھیجی۔ امام احمد حنبلؒ نے اپنی عادت کے مطابق رد کر دی۔ حضرت سری سقطیؒ نے پھر یہی کہا۔ کہ تحفہ رد کرنے کی برائی سے بچو۔ حضرت امام احمد حنبلؒ نے کہا کہ اچھا رکھ چھوڑیئے۔ ابھی میرے پاس ایک مہینہ کا خرچ ہے وہ ختم ہو جائے تو اسے لونگا۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے حضرت شقیق بلخیؒ سے پوچھا کہ تم نے اپنے شہر میں فقیروں کو کس حال میں چھوڑا؟ جواب دیا کہ بہت اچھے حال میں۔ پاتے ہیں تو شکر کرتے ہیں ورنہ صبر۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے کہا کہ میں نے اس حال میں بلخ کے کتوں کو چھوڑا ہے۔ شقیق نے کہا۔ کہ فقیر آپ کے نزدیک کیسے ہوتے ہیں؟ ابراہیم ادھمؒ۔ نہیں پاتے تو شکر کرتے ہیں۔ پاتے ہیں تو اپنا خرچ کر کے دوسروں کو دیدیتے ہیں۔

شقیقؒ نے حضرت ابراہیم ادہمؒ کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہے۔

ایک شخص نے حضرت جنید سے کہا۔ کہ میں نے حضرت ابوالحسن نوری کو پیالہ بکف سوال کرتے دیکھا ہے۔ حضرت جنیدرحؒ نے فرمایا کہ انہوں نے مخلوق کے حق میں دعا کے واسطے ہاتھ اٹھایا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ایک ترازو لاؤ۔ وہ شخص ترازو لایا۔ آپ نے سو درم تول کر ایک آبخورہ میں رکھ دیئے۔ اور کچھ درم بے گنے ڈال دیئے۔ پھر فرمایا کہ اس آبخورہ کو حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لے جاؤ۔ حضرت جنید کا بھیجا ہوا آبخورہ حضرت نوری کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے دس درم لے لئے۔ اور باقی سو درم واپس کر دیئے۔ درم واپس لانے والے کو تعجب ہوا۔ اس نے حضرت جنیدؒ سے پوچھا۔ کہ اس میں کیا راز تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے سو درم ثواب آخرت کے واسطے اور دس درم محض خدا کے واسطے بھیجے تھے۔ حضرت نوری نے وہ درم لے لئے جو خدا کے واسطے تھے اور جو حصول ثواب کے واسطے تھے واپس کر دیئے۔

لوگوں نے حضرت بایزیدؒ سے کہا کہ فلاں شخص زہد کی باتیں کرتا ہے۔ فرمایا کس چیز میں زہد۔ لوگوں نے عرض کی دنیا میں زہد

فرمایا۔ کہ دُنیا تو کوئی چیز ہی نہیں جس میں آدمی زہد کرے۔

محمد ابن واسع رحمتہ اللہ علیہ صوف کا لباس پہن کر حضرت حاتمؒ کے پاس گئے۔ اُنہوں نے کہا کہ صوف کیوں پہنا ہے۔ محمد ابن واسع خاموش ہو رہے۔ حضرت حاتم نے کہا کہ جواب کیوں نہیں دیتے؟

محمد ابن واسع۔ اگر میں یہ کہوں کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس میں اپنی تعریف ہوگی۔ اگر کہوں کہ افلاس کے سبب سے پہنا ہے تو خدا کی شکایت ٹھہرے گی۔

ایک بار حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک منقش کپڑا ہدیہ کے طور پر آیا۔ آپ نے اسے پہن لیا اور تھوڑی دیر بعد اُتار کر فرمایا کہ اسے ابو جہم کے پاس لے جاؤ۔ اور کملی لے آؤ کہ اس کپڑے نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک اونچا مکان بنایا تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے اُسے منہدم کر دیا گیا

ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کسی اُونچے گنبد کی

طرف سے گذرے پوچھا یہ کس کا مکان ہے۔ لوگوں نے عرض کی فلاں شخص کا ہے۔ مالک مکان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی طرف التفات نہ کیا۔ لوگوں نے بیان کیا تو اُس نے گنبد کو گروا دیا۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم اس سے خوش ہوئے اور اس کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک کنگھی اور پیالے کے سوا کچھ سامان نہ رکھتے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ انگلیوں سے ڈاڑھی کے بال سلجھاتا ہے۔ آپ نے کنگھی پھینک دی۔ پھر ایک شخص کو دیکھا کہ چلّو سے پانی پیتا ہے۔ پیالہ بھی پھینک دیا۔

ایک شخص نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے گھر گیا۔ ان کے مکان میں کچھ سامان نہ تھا۔ اس نے کہا کہ آپ گھر میں کچھ سامان نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا میرا ایک اور گھر ہے یہاں جو کچھ ملتا ہے اس گھر میں بھیج دیتا ہوں۔

حضرت عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ متاع دُنیا سے تمہارے پاس کیا ہے۔ کہا کہ ایک عصا ہے۔ اس سے سہارا لیتا

ہوں اور سانپ مارتا ہوں۔ ایک برتن ہے اس میں کھانا رکھتا ہوں۔ اور ایک کاسہ ہے۔ اس میں کھانا کھاتا ہوں۔ اور اسی سے سر اور کپڑے دھوتا ہوں۔ اور ایک لوٹا ہے اس میں پانی لیتا ہوں اور طہارت کرتا ہوں۔ یہ چیزیں تو اصل ہیں۔ اور دُنیا کا جو سامان میرے پاس ہے وہ ان کی فرع ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم ایک بار حضرت سیّدۃ النساً فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مکان پر گئے۔ دروازہ پر ایک پردہ پڑا دیکھا۔ اور حضرت فاطمہ کے ہاتھوں میں چاندی کا ایک ایک کڑا۔ آپ اس سے ناخوش ہوکر واپس آگئے۔ حضرت فاطمہؓ نے دونوں چیزوں کو بیچ کر خیرات کر دیا۔ اس کے بعد حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم ان سے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ تم نے اچھا کام کیا۔

حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر ایک پردہ تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس سے مجھے دُنیا یاد آتی ہے۔ اسے لے جاکر فلاں شخص کو دیدو۔

حضرت امام احمد حنبلؒ کا نکاح ایک خوبصورت عورت کے ساتھ طے ہوا کسی نے کہا کہ اس کی بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر

کانی ہے۔ امام احمد حنبلؒ نے عقلمند عورت کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دے دیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کسی دوست سے قرض مانگا۔ وحی آئی کہ اے ابراہیم میں تیرا دوست ہوں تو نے مجھ سے کیوں نہ مانگا۔ عرض کی کہ خدایا میں نے جانا کہ تو دُنیا کو دشمن سمجھتا ہے۔ اس لیئے دُنیا طلب کرنے سے ڈرا۔ پھر وحی آئی کہ جس چیز کی حاجت ہو وہ دُنیا سے نہیں۔

حضرت عیسٰے علیہ السلام ایک سوتے ہوئے آدمی کے پاس سے گذرے اور کہا۔ اُٹھ خدا کو یاد کر۔ اس نے عرض کی اے عیسٰےؑ آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ میں نے تو دُنیا کو دُنیاداروں کے واسطے چھوڑ دیا۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے فرمایا کہ اے دوست سو اور خوب سو۔

حضرت بشر حافیؒ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ مگر سری سقطی سے کہ ان کا زہد جانتا تھا۔ وہ اس بات سے خوش ہوتے تھے کہ کوئی چیز ان کے ہاتھ سے دوسرے کو پہنچے۔

حضرت مالک دینار کہتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے بڑی

دلیری کی کہ حق تعالےٰ سے بہشت مانگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تین درم کا پیرہن مول لیا۔ اور آستینیں جس قدر ہاتھ سے بڑی تھیں پھاڑ ڈالیں۔ اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے یہ خلعت ازراہِ لطف وکرم عطا فرمائی۔

صدق واخلاص حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ معرکہ تبوک کے دن جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر نکلے اور فرمایا کہ مدینہ میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ بھوک اور سفر کی تکلیف میں ہمارے شریک ہیں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ وہ لوگ کس طرح ہمارے شریک ہیں۔ فرمایا کہ اگرچہ عذر کے باعث وہ ہمارے ساتھ نہیں آسکے۔ مگر ان کی نیت تو ایسی ہی ہے جیسی ہماری۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ بالو کے ٹیلے پر اس کا گذر ہوا۔ اس زمانہ میں قحط تھا۔ اس نے اپنے جی میں کہا کہ اگر مجھے اس ٹیلے کی برابر گیہوں مل جائے تو فقیروں کو خیرات کر دیتا۔ اس وقت جو نبی تھے ان پہ وحی آئی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ تیرا صدق قبول کیا۔ اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہوں خیرات کرتا تو اتنا ہی

ثواب پاتا۔

حضرت احمد حنبلؒ نے ایک قدیم شاگرد کو اس قصور پر درس سے اُٹھا دیا۔ کہ اُس نے اپنے گھر کی دیوار پر باہر کی طرف سے کھگل کی۔ آپ نے فرمایا کہ کھگل کے باعث مسلمانوں کی شاہراہ سے ناخن بھر زمین کم ہوگئی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن الٹا کپڑا پہنا۔ لوگوں نے کہا کہ ہاتھ پھیلائیے تو ہم اسے سیدھا کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہے۔ اسی کے واسطے سیدھا کر لونگا۔

حضرت زکریا علیہ السلام مزدوری کو گئے تھے۔ لوگ اُن کے پاس پہنچے۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ ان لوگوں سے نہ فرمایا کہ کھانا کھاؤ۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر میں یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہ ہو سکتی کام کرنے میں تھک جاتا اور مروت و سخاوت کے باعث ادائے فرض سے محروم رہتا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کھانا کھاتے تھے۔ ایک شخص ان کے سامنے سے گذرا۔ اس سے نہ فرمایا کہ

کھانا کھاتے ہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اگر یہ کھانا قرض نہ لیا ہوتا تو میں بے شک تجھ سے کھانے کو کہتا۔

حضرت احمد بن خضرویہ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالے فرماتا ہے کہ اور سب لوگ مجھ سے طلب کرتے ہیں مگر بایزید مجھے طلب کرتا ہے۔

حضرت شبلیؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا کہا کہ حق تعالے نے مجھ پر عتاب کیا۔ اس وجہ سے کہ ایک بار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہو جانے سے زیادہ نقصان کیا ہو سکتا ہے۔ حق تعالے نے فرمایا کہ میرا دیدار فوت ہو جانے سے زیادہ نقصان اور کیا ہو گا؟

کسی نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ جو کچھ میں نے خدا کے واسطے کیا تھا اسے نیکیوں کے پلڑے میں دیکھا۔ یہاں تک کہ ایک بلی ملی جو میرے گھر میں رہی تھی۔ وہ نیکیوں کے پلہ میں تھی۔ لیکن ایک گدھا جو میں نے سو دینار کو لیا تھا۔ بدیوں کے پلڑے میں تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ بلی تو نیکیوں کے

پلے میں ہو اور گدھا بدیوں کے پلے میں۔ جواب ملائکہ جہاں تو نے بھیجا تھا وہاں پہنچا۔ گدھے کے آنے پر تو نے کہا تھا لعنت اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو اسے بھی حسنات کے پلے میں پاتا۔

ایک شخص کا بیان ہے۔ کہ میں کشتی میں سوار جہاد کو جا رہا تھا۔ ایک ساتھی اپنا تھیلا فروخت کرنے لگا۔ میں نے جی میں کہا کہ اسے خرید لوں فلاں شہر میں بیچ دونگا تو اتنا نفع ہوگا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ غازیوں کے نام لکھ اور یہ بھی لکھ کہ فلاں تماشا دیکھنے آیا۔ فلاں تجارت کرنے فلاں نمود و نمائش کے واسطے آیا۔ پھر میری طرف دیکھ کر کہا کہ لکھ فلاں تجارت کے لئے آیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ خدا خدا کر میں کوئی چیز نہیں رکھتا ہوں۔ جس سے سوداگری کر سکوں۔ میں تو محض جہاد کے واسطے آیا ہوں۔ اس آدمی نے کہا کہ اے شخص تو نے تھیلا مول نہیں لیا۔ اس نے جو یہ کہا تو میں رونے لگا۔ اور کہا بخدا میں سوداگر نہیں ہوں۔ دوسرے آدمی نے کہا کہ یوں لکھ فلاں شخص جہاد کرنے آیا تھا راہ میں نفع حاصل کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔

بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا۔

کہ فلاں جگہ ایک درخت ہے لوگ اس کی پرستش کرتے ہیں اور اسے خدا مانتے ہیں۔ عابد کو یہ بات سُن کر بہت غُصّہ آیا۔ اور ایک تبر کاندھے پر رکھ کر درخت کو کاٹنے چلا۔ راہ میں ایک بُوڑھے آدمی کی صورت میں شیطان مِلا۔ اور عابد سے پوچھا۔

ابلیس۔ کہاں کا قصد ہے؟

عابد۔ مَیں ایک درخت کاٹنے جاتا ہوں جسے لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے۔

ابلیس۔ اس ارادے سے باز آ۔ اور عبادت میں مشغول رہ۔

عابد۔ مَیں ہرگز واپس نہیں جاؤنگا۔

ابلیس۔ مَیں ہرگز تجھے درخت کاٹنے کے لئے نہ جانے دونگا۔

ابلیس اور عابد گتھم گتھا ہو گئے۔ عابد نے ابلیس کو دے مارا اور اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے اور ایک بات سُن لے۔ عابد نے ابلیس کو چھوڑ دیا۔

ابلیس۔ خدا نے کئی ہزار پیغمبر بھیجے۔ اگر اسے وہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو ان میں سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا۔ اور وہ درخت کاٹ دیا جاتا۔ اس کے علاوہ خدا نے تجھے درخت کاٹنے کا حکم بھی نہیں دیا ہے۔

عابد۔ میں ضرور اس درخت کو کاٹونگا۔

ابلیس۔ میں تجھے درخت کاٹنے کے لئے ہرگز نہ جانے دو

عابد اور ابلیس میں پھر کشتی ہونے لگی۔ عابد نے ابلیس
دے پٹکا۔ ابلیس نے کہا۔ کہ اچھا ایک بات اور سن لے اگر
نہ آئے تو جو جی میں آئے کرنا۔ عابد نے ابلیس کو چھوڑ دیا

ابلیس۔ اے عابد تو درویش ہے لوگ تیری خدمت کریں
اگر تیرے پاس اپنے خرچ سے زائد ہو تو اور عابدوں
دیدے۔ کہ یہ کام درخت کاٹنے سے بہتر ہے۔ اول تو درخت
کاٹنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر تو کامیاب بھی ہو گیا تو
دوسرے درخت کی پوجا شروع کر دینگے۔ ان کا کچھ نقصان
نہ ہوگا۔ میں ہر روز تیرے سرہانے دو دینار رکھ دیا کرونگا

عابد اپنے دل میں کہنے لگا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ میں ایک
دینار خرچ کرونگا دوسرا صدقہ دیدیا کرونگا۔ درخت کاٹنے
سے یہ بہتر ہوگا۔ اور مجھے خدا نے خاص طور پہ اس کام کے
لئے مامور بھی نہیں کیا ہے۔ عابد یہ سوچ کر اپنی جگہ
آ گیا۔ پہلے دن دو دینار سرہانے مل گئے۔ دوسرے
ایسا ہوا۔ عابد اپنے جی میں بہت خوش تھا کہ میں نے

کہ درخت کاٹنے کے ارادہ سے باز آیا۔ تیسرے روز سرہانے کچھ نہ ملا۔ عابد کو بہت طیش آیا۔ اور تبر اُٹھا کر پھر درخت کاٹنے کے لئے چلا۔ راہ میں پھر ابلیس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابلیس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔

عابد۔ مَیں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں۔

ابلیس۔ اس خیالِ خام سے باز آ۔ تو اس درخت کو نہ کاٹ سکے گا۔ اور مَیں تجھے ہرگز آگے نہ جانے دونگا۔

ابلیس اور عابد پہلے دست وگریبان ہوگئے۔ ابلیس نے پہلے ہی ریلے میں عابد کو چاروں شانے چت کردیا۔ عابد اس کے پنجہ میں اس طرح مجبور تھا جس طرح باز کے چنگل میں ممولا۔ عابد نے رگڑے کھانے کے بعد ابلیس سے کہا کہ مجھے چھوڑ دے کہ پلٹ جاؤں۔ ابلیس اس کے سینہ سے اُتر آیا۔ عابد نے کہا کہ یہ بتا کہ پہلی بار تو کیوں زیر ہوگیا تھا۔ اور اب کے کیوں مجھ پر غالب آیا۔

ابلیس۔ پہلی بار تو اس وجہ سے غالب ہوگیا تھا کہ تیرا غصّہ خدا کے واسطے تھا۔ اب کی بار تیرا غصّہ خالص خدا کے واسطے نہ تھا۔ اس وجہ سے پچھڑ گیا۔ جو شخص اپنی خواہش

کا پجاری ہوتا ہے وہ مجھے نہیں جیت سکتا۔

ایک بزرگ نے کہا کہ وہ تیس برس کی نمازیں جو میں نے پہلی صف میں پڑھی تھیں قضا ہو گئیں۔ اس وجہ سے کہ ایک دن میں دیر سے مسجد میں پہنچا۔ تو لوگوں سے دل میں شرمندگی پائی کہ یہ کہینگے کہ آج دیر سے آیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ تمام خوشی اس واسطے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف میں دیکھیں۔

محاسبہ و مراقبہ | ایک پیر اپنے ایک مرید کی بہت رعایت کرتے تھے۔ دوسرے مریدوں کو یہ سلوک اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ پیر نے ایک روز تمام مریدوں کو ایک ایک چڑیا دے کر کہا۔ کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہاں کوئی دیکھتا نہ ہو۔ سب مرید خالی جگہ دیکھ کر چڑیوں کو ذبح کر لائے۔ مگر وہ خاص مرید چڑیا کو زندہ واپس لایا۔ اور کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آئی جہاں خدا دیکھتا نہ ہو۔

پیر نے دوسرے مریدوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس بات سے تم اس کا مرتبہ معلوم کر لو۔ کہ یہ ہمیشہ مشاہدہ میں رہتا ہے خدا کے سوا اور کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت میں اپنی طرف

بلایا تو اس بت پر پردہ ڈال دیا جس کی پرستش کیا کرتی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے اور اس خدا سے نہیں ڈرتی جو ساتوں آسمانوں اور زمین کا خالق ہے۔

حضرت عبداللہ ابن دینارؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کی راہ میں تھا۔ ایک جگہ ہم اترے ایک چرواہے کا غلام بکریاں لئے آتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کہ ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دے۔ اس نے عرض کی کہ میں غلام ہوں۔ بکریاں میری ملک نہیں۔ آپ نے امتحاناً کہا کہ مالک سے کہہ دینا ایک بکری بھیڑیا لے گیا۔ اسے کیا معلوم ہوگا۔ غلام نے عرض کی کہ خدا تو جانتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رونے لگے۔ اور مالک سے اس غلام کو لیکر آزاد کر دیا۔

حضرت عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو خلق سے غافل ہو کر اپنے حال میں مشغول ہو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ جانتا ہوں: وہ ابھی آتا ہوگا۔ اتنے میں حضرت عبدالسلام آ گئے ان سے

پوچھا کہ آپ نے راہ میں کسی کو دیکھا۔ فرمایا کہ "نہیں" حالانکہ شاہراہ سے آئے تھے۔

ایک بزرگ ایک جماعت کی طرف سے گذرے جو تیر اندازی میں مشغول تھی۔ اس سے دور ایک شخص کو دیکھا اور پوچھا کہ اس قوم سے کون سبقت لے گیا ہے۔ اس نے کہا کہ جسے خدا نے بخش دیا۔ میں نے کہا راہ کدھر ہے؟ وہ آسمان کی طرف منہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور یہ کہہ کر چلایا کہ اے خدا تیری بہت مخلوق تجھ سے باز رکھتی ہے۔

عبداللہ ابن حنیف رح ایک زاہد کے پاس گئے جو اپنے مرید کے ساتھ مراقبہ میں تھا۔ انہوں نے کئی بار سلام کیا جواب نہ دیا آخر کہا کہ تمہیں خدا کی قسم جواب تو دو۔ مرید نے سر اٹھا کر کہا کہ اے عبداللہ دنیا تھوڑی سی ہے اس میں بہت سا حصہ لے لے تو بڑا غافل ہے کہ ہمارے سلام میں لگا ہے۔" یہ کہہ کر پھر گردن جھکا لی۔ حضرت عبداللہ بن حنیف نے ظہر اور عصر کی نماز ان کے ساتھ پڑھی اور عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ کہا کہ اے ابن حنیف ہم مصیبت زدہ ہیں نصیحت کی زبان نہیں رکھتے حضرت ابن حنیف تین روز تک ان کے پاس رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔

نہ سوتے۔ ان کے جی میں تھا کہ پھر نصیحت کی درخواست کریں جوان نے سر اُٹھا کر کہا۔ کہ ایسے شخص کو ڈھونڈ جس کی زیارت سے خدا یاد آئے۔ اور اس کی ہیبت تیرے دل میں ٹھہرے۔ جو زبانِ حال سے نصیحت کرے زبانِ قال سے نہیں۔

ایک بزرگ نے اپنی عمر کا حساب کیا۔ تو ساٹھ برس ہوئے دنوں کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے۔ کہنے لگے افسوس اگر دن بھر میں ایک گناہ بھی کیا ہو تو اکیس ہزار چھ سو گناہوں سے کیونکر رہائی ہوگی۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ کسی دن دس ہزار گناہ کئے ہوں۔ یہ کہہ کر ایک چیخ ماری۔ اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے۔ ایک خوبصورت چڑیا سامنے سے اُڑی۔ اس کی خوبصورتی کا خیال آیا تو نماز میں غفلت ہوگئی۔ رکعتوں کی گنتی بھول گئے۔ اس کے بعد باغ کو خیرات کر دیا۔ مالک ابن ضیغمؒ کہتے ہیں کہ رباح ابنی نے نمازِ عصر کے بعد میرے والد کو بلایا۔ میں نے کہا۔ کہ سوتے ہیں۔ کہا کہ یہ سونے کا کیا وقت ہے۔ یہ کہہ کر واپس چلے۔ میں ان کے پیچھے چلا۔ وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے۔

کہ اے فضول تُو کہتا ہے کہ یہ سونے کا کونسا وقت ہے۔ تجھے یہ کہنا کیا ضرور ہے۔ مَیں نے عہد کیا ہے کہ سال بھر تجھے تکیہ پر سر نہ رکھنے دُونگا۔ یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ کیا تو خُدا سے نہ ڈریگا ؟

ایک بزرگ کہتے تھے کہ جب میں ریاضت میں کاہل ہوتا ہوں تو محمد بن واسع کو دیکھ لیتا ہوں ان کو دیکھنے سے میرے دل میں ہفتہ بھر عبادت کی رغبت رہتی ہے۔

ایک شخص نے حضرت داؤد طائی رح سے پوچھا کہ آپ کی چھت کا شہتیر کب سے ٹوٹا ہے۔ فرمایا کہ مَیں تیس برس سے اس مکان میں رہتا ہوں لیکن آج تک چھت کی طرف نہیں دیکھا۔

ایک شخص نے حضرت فتح موصلی رح کو ان کی وفات کے بعد دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب دیا کہ گریہ وزاری کے سبب سے مجھے بزرگی عطا فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ چالیس برس ہوئے کہ فرشتے تیرا نامۂ اعمال لائے اس میں کوئی خطا نہ تھی۔

حضرت ربیع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت اویس قرنی کو دیکھنے گیا۔ صبح کی نماز میں مشغول تھے فارغ ہوئے تو مَیں

نے اپنے جی میں کہا کہ بات کرونگا۔ تو ان کی تسبیح میں خلل پڑیگا۔ صبر کیا۔ وہ اسی طرح بیٹھے رہے۔ ظہر اور عصر کی نماز بھی اسی جگہ پڑھی۔ اور دوسرے دن صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ اس کے بعد آنکھ ذرا جھپکی تو چونک کر کہنے لگے۔ اے خدا میں بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے اپنے جی میں کہا۔ کہ مجھے اسی قدر کافی ہے۔ ان سے کچھ نہ کہا اور واپس چلا آیا۔

توکل | حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے بچھو نے کاٹا۔ میری والدہ نے قسم دے کر کہا کہ ہاتھ پھیلا تاکہ لوگ منتر پڑھیں۔ میں نے دوسرا ہاتھ جو اچھا تھا پھیلا دیا۔ اس واسطے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ جو شخص منتر پر اعتماد کرے وہ متوکل نہیں۔

حضرت ابراہیم ادھمؒ ایک عابد سے۔ تو روزی کہاں سے کھاتا ہے؟

عابد۔ یہ روزی دینے والے سے پوچھو کہاں سے پہنچاتا ہے۔

ایک زاہد شہر سے نکل کر ایک غار میں بیٹھ گیا۔ اور توکل

گیا۔ ایک ہفتہ تک کھانے کو کہیں سے کچھ نہ ملا۔ مرنے کے
قریب ہو گیا۔ اس زمانہ کے رسول پر وحی ہوئی کہ اس زاہد سے
کہہ دو کہ قسم ہے مجھے اپنی عزّت کی۔ کہ جب تک تو شہر میں
نہ جائیگا۔ تب تک تجھے روزی نہ دُونگا۔ زاہد شہر میں واپس آگیا
تو ہر قسم کی چیزیں آنے لگیں۔ پھر وحی نازل ہوئی کہ اس زاہد
نے چاہا تھا کہ اپنے زہد اور توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے
یہ نہ سمجھا کہ اپنے بندوں کے ہاتھ سے بندہ کو رزق پہنچانا مجھے
اس سے زیادہ پسند ہے کہ اپنے دست قدرت سے دوں۔

حضرت جنیدؒ کے پیر حضرت ابو جعفرؒ مرد متوکل تھے۔ اُنہوں
نے فرمایا کہ میں نے بیس برس تک اپنے توکل کو لوگوں سے چھپایا
بازار میں جاکر ہر روز ایک دینار کماتا۔ اور سب خیرات کر دیتا۔
حضرت جنیدؒ ان کے سامنے توکل کا ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے
شرم آتی ہے پیر کے سامنے اس مقام کا ذکر کروں جو خاص اُن
کا ہے۔

حضرت ابراہیم خواصؒ کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت خضر
علیہ السلام میرے ساتھ رہنے پر رضامند تھے۔ مگر میں نے اس
خیال سے ان کا ساتھ چھوڑ دیا کہ شاید ان پر بھروسہ کر کے آرام

پائے۔ اور اس سے توکل ناقص ہو جائے۔

حضرت امام احمد حنبلؒ نے ایک مزدور کسی کام پر لگایا۔ شام کو شاگرد سے فرمایا کہ اسے اُجرت سے کچھ زیادہ دیدو۔ مزدور نے زیادہ لینا قبول نہ کیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد امام احمد حنبلؒ نے شاگرد سے کہا کہ اس کے پیچھے جاؤ۔ اور دوبارہ کہو شاید قبول کرے۔ شاگرد نے کہا اب قبول کرنے کا کیا امکان ہے فرمایا شاید اس وقت اس نے اپنے دل میں طمع دیکھی ہوگی۔ اس وجہ سے زائد رقم نہ لی۔ اب طمع جاتی رہی تو ممکن ہے قبول کرلے۔

ایک عابد متوکل کسی مسجد میں رہتا تھا۔ امام نے اس سے کہا کہ آپ کچھ ذریعہ معاش نہیں رکھتے۔ کسب کر لیا کیجئے۔

عابد۔ پڑوس کا ایک یہودی میری روزی کا متکفل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے کسب کی حاجت نہیں۔

امام۔ یہ بات ہے تو واقعی کسب نہ کرنا روا ہے۔

عابد۔ بہتر ہے کہ آپ امامت سے دستبردار ہو جائیں۔ اس واسطے کہ آپ کے نزدیک یہودی کی کفالت خدا تعالےٰ کی ضمانت سے قوی تر ہے۔

ایک مسجد کے امام نے کسی سے پوچھا کہ تو روٹی کہاں سے

کھاتا ہے۔ اس شخص نے کہا ٹھہر جا تاکہ وہ نمازیں جو میں نے تیرے پیچھے پڑھی ہیں قضا کر لوں۔ اس واسطے کہ تو روٹی کے معاملہ میں خداوند تعالےٰ کی ضمانت پر ایمان نہیں رکھتا۔

حضرت حذیفہؓ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ حضرت ابراہیم ادھمؒ کی خدمت میں بہت دن رہے ان سے کوئی کرامت بھی دیکھی۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ میں اور حضرت ابراہیم ادھمؒ سفر کر رہے تھے۔ راہ میں کئی روز بھوکے رہے۔ کوفے پہنچے تو مجھے بھوک کی وجہ سے ضعف محسوس ہونے لگا۔ حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ تم بھوک سے کمزور ہو گئے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا۔ کاغذ اور قلم لاؤ۔ میں لایا تو انہوں نے کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اے وہ کہ تو ہر حال میں مقصود ہے۔ اور سب کا اشارہ تیری طرف ہے۔ میں تیرا ثنا خواں شاکر اور ذاکر ہوں۔ مگر ننگا بھوکا پیاسا ہوں یہ تین یعنی ثنا ذکر اور شکر میرا حق ہے۔ میں ان کا ضامن ہوں۔ اور وہ تین چیزیں یعنی روٹی پانی اور کپڑا تیرا حق ہے تو ان کا ضامن رہ" یہ رقعہ لکھ کر مجھے دیا اور کہا کہ باہر جاؤ جو شخص پہلے نظر آئے اسے یہ رقعہ دیدو۔ میں باہر آیا۔ تو ایک شتر سوار ملا۔ اسے رقعہ دیدیا۔ وہ رقعہ پڑھ کر رونے لگا۔

پوچھا کہ رقعہ لکھنے والا کہاں ہے۔ مَیں نے کہا مسجد میں۔ وہ چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دیکر چلا گیا۔ مَیں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون تھا۔ بتایا کہ نصرانی ہے۔ مَیں نے حضرت ابراہیم ادھمؒ سے جاکر یہ تمام ماجرا بیان کیا۔ اور تھیلی پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ خبردار تھیلی کو ہاتھ نہ لگانا۔ اس کا مالک آیا چاہتا ہے۔ اتنے میں وہ شتر سوار آیا اور حضرت ابراہیم ادھمؒ کے پاؤں کو بوسہ دے کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت ابو یعقوب بصری کہتے ہیں کہ مَیں مکہ معظمہ میں دس روز تک بھوکا رہا۔ آخر بے تاب ہو کر مکان سے نکلا۔ راہ میں شلغم پڑا دیکھا۔ جی میں آیا کہ اُٹھا کر کھا لوں۔ دل میں آواز آئی کہ تو دس روز بھوکا رہا۔ آخر سڑا شلغم تجھے نصیب ہوا۔ میں نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور مسجد میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا اور اُس نے پٹارے میں سے روغنی روٹیاں اور شکر اور بادام نکال کر میرے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ میری کشتی طوفان میں پھنس گئی تھی اور مَیں نے منّت مان لی تھی کہ اس طوفان سے کشتی بچ گئی اور سلامتی سے کنارہ پر پہنچا تو یہ چیزیں اس درویش کو دوں گا۔ جس سے پہلے ملاقات ہو۔

حضرت حسین مغازلی رحؒ جو حضرت بشر حافی رحؒ کے مرید تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ایک ادھیڑ عمر کا آدمی حضرت بشر حافی رحؒ کے گھر آیا۔ آپ نے مٹھی بھر چاندی مجھے دی اور کہا کہ اس کا اچھا اور خوش مزہ کھانا بازار سے لاؤ۔ میں نے کبھی اس سے پہلے ان کی زبان سے ایسی بات نہ سُنی تھی۔ بہر حال میں نے نفیس کھانا لا کر پیش کر دیا۔ حضرت بشر حافی رحؒ مہمان کے ساتھ کھانا کھانے لگے۔ اس سے پہلے میں نے کبھی انہیں کسی کے ساتھ کھاتے نہیں دیکھا تھا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو بہت سا کھانا بچ رہا۔ مہمان اس کھانے کو اُٹھا لے گیا۔ مجھے تعجب ہوا کہ وہ شخص بے اجازت کھانا کیوں لے گیا۔ حضرت بشر حافی رحؒ نے فرمایا کہ یہ حضرت فتح موصلی تھے۔ آج موصل سے میری ملاقات کو آئے تھے۔ اور کھانا اس واسطے اُٹھا لے گئے کہ مجھے تعلیم دیں۔ جب توکل پُورا ہو تو ذخیرہ کرنے سے نقصان نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اُونٹ کھو گیا بہت ڈھونڈا نہ ملا۔ تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ مسجد میں نماز پڑھنے چلے گئے۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ اُونٹ فلاں جگہ ہے

آپ نے اس کو ڈھونڈنے کے لئے پھر جوتے میں پاؤں ڈالا۔ لیکن معاً استغفر اللہ کہہ کر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ میں نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اس کے قریب بھی نہ جاؤنگا۔

ایک اعرابی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا کہ اے اعرابی تو نے اس روز کے واسطے کیا رکھا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نماز اور روزہ تو بہت نہیں رکھتا۔ البتہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جس کو تو دوست رکھتا ہے فردائے قیامت کو اس کے ساتھ ہوگا۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا حضرت بایزیدؒ عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیاں اٹھائے پاؤں کی انگلیوں کے بل مبہوت بیٹھے رہے۔ پھر سجدہ کر کے دیر تک کھڑے رہے۔ اور سر اٹھا کر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھ سے طلب کیا اسے تو نے یہ کرامتیں عطا فرمائیں کہ وہ پانی پر چلے۔ اور ہوا پر اڑے۔ اور میں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ایک گروہ کو تو نے روئے زمین کے خزانے عطا کئے۔ اور ایک گروہ کو یہ طاقت بخشی کہ وہ تھوڑی دیر میں بڑی

مسافت طے کر جاتے تھے۔ لوگ ان کرامتوں سے خوش ہوئے اور میں ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

پھر مجھے دیکھا تو فرمایا کہ یحییٰ تم کب سے یہاں کھڑے ہو۔ میں نے عرض کی دیر سے کھڑا ہوں۔ یہ حال مجھ سے بھی بیان فرمایئے۔ فرمایا۔ جو کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہوں۔ حق تعالےٰ نے مجھے ملکوت اعلیٰ و اسفل میں پھرایا۔ عرش و کرسی آسمان اور بہشت کی سیر کرائی اور ارشاد فرمایا کہ ان سب میں جو تیرا جی چاہے مانگ لے۔ میں نے عرض کی میں کچھ نہیں مانگتا۔ ارشاد ہوا کہ تو میرا ہی بندہ ہے۔

حضرت ابوتراب بخشی کا ایک مرید تھا۔ اپنے کام میں مستغرق رہتا۔ حضرت ابوتراب نے اس سے فرمایا کہ مناسب ہے کہ تو بایزید کو دیکھے۔

مرید۔ میں بایزید کے خدا کو دیکھتا ہوں۔ بایزید کو کیا دیکھوں۔

حضرت ابوتراب۔ بایزید کو ایک بار دیکھنا تیرے لئے خدا کو ستر بار دیکھنے سے بہتر ہے۔

مرید۔ تعجب سے۔ یہ کیا بات ہے؟

حضرت ابوتراب - اے نادان تو اپنے ظرف کی قدر خدا کو دیکھتا ہے بایزید کے پاس خدا کو ان کے ظرف کی قدر دیکھیگا۔

مرید نے یہ باریک بات سمجھ کر کہا بہتر ہے چلئے۔

حضرت ابوتراب مرید کو ساتھ لے کر بایزیدؒ کے پاس جنگل میں پہنچے۔ وہ اس وقت پوستین پہنے بیٹھے تھے۔ مرید نے ان کی طرف دیکھ کر نعرہ مارا اور زمین پر گر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

حضرت ابوتراب۔ حضرت جو آپ کو ایک نظر دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہو جاتا ہے۔

حضرت بایزید۔ نہیں۔ وہ مرید صادق تھا۔ ایک عقدہ اُس کو پیش آگیا تھا مجھے دیکھا تو کھُل گیا۔ چونکہ ضعیف تھا تحمل نہ کر سکا مر گیا۔

حضرت بایزید کا ایک دوست تھا۔ ایک دن کہنے لگا کہ میں تیس برس سے نماز پڑھتا ہوں۔ اور روزہ رکھتا ہوں۔ لیکن یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہیں مجھے پیش نہیں آئے۔ بایزید نے فرمایا کہ اگر تو تین سو برس بھی عبادت کریگا تو ظاہر نہ ہونگے۔ اس نے پوچھا کیوں؟ بایزید نے فرمایا کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محروم ہے۔ پوچھا اس کا علاج فرمایا تو کر نہ سکے گا۔ اس نے کہا

فرمایئے تو میں ضرور کرونگا۔
بایزیدؒ نے فرمایا کہ نائی کے پاس جا کر ڈاڑھی منڈا۔ ایک تہ بند کمر سے باندھ۔ اور ایک توبڑہ اخروٹ بھر کر گلے میں لٹکا۔ اس کے بعد بازار میں جا کر اعلان کر دے کہ جو لڑکا میری گدی میں ایک مکّا ماریگا اسے ایک اخروٹ دُونگا۔ اور اسی طرح قاضی اور دوسرے متشرع لوگوں کے پاس جا۔"
اس شخص نے کہا سبحان اللہ آپ نے کیا علاج تجویز کیا ہے؟
حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرکِ عظیم کیا۔ کہ اپنی تعظیم کی راہ سے بولا۔ اس نے کہا کوئی اور علاج بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ علاج یہی ہے اور میں پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ تجھ سے نہ ہو سکے گا۔
حضرت وہب بن مبنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک بادشاہ بہترین لباس پہن کر اور بہترین گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ راہ میں غرور کی وجہ سے کسی کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا۔ ملک الموت فقیر کی صورت میں میلے کچیلے کپڑے پہنے سامنے آئے اور سلام کیا۔ بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا۔ ملک الموت نے بڑھ کر

لگام پکڑی۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر کہا۔ او بے ادب کیا
لیا کرتا ہے۔
ملک الموت نے کہا آپ سے مجھے کچھ حاجت ہے۔
بادشاہ نے کہا کہ میں گھوڑے سے اُتر کر سنوں گا۔
ملک الموت نے کہا۔ نہیں میں اسی حال میں کہونگا پھر کہا۔
کہ میں ملک الموت ہوں تیری رُوح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں۔
یہ سُن کر بادشاہ کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا۔ زبان سے
بات نہ نکلی۔ پھر سنبھل کر کہا کہ اتنی مہلت دیجئے۔ کہ گھر جا کر
اہل وعیال سے رخصت ہو لوں۔ ملک الموت نے کہا مہلت
نہیں مل سکتی۔ پھر اس کی رُوح قبض کر لی۔
ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا اور کہا ایک بھید
کی بات کہنا چاہتا ہوں۔
مسلمان۔ کہو کیا بات ہے۔
ملک الموت۔ میں ملک الموت ہوں۔
مسلمان۔ مرحبا مدت سے انتظار تھا۔ آپ کا آنا بہت مبارک
ہے۔ میری جان حاضر ہے۔
ملک الموت۔ جو کام اور ضرورت ہو اس سے فارغ ہو جاؤ۔

مسلمان۔ اس سے زیادہ کوئی ضروری کام نہیں کہ میں اپنے خدا کو دیکھوں۔

ملک الموت۔ جس حال میں تمہیں منظور ہو اسی حال میں روح قبض کروں۔

مسلمان۔ اتنا ٹھہر جائیے کہ میں وضو کر کے نماز شروع کردوں۔ جب سجدہ میں جاؤں تو روح قبض کر لیجئے۔ ملک الموت نے ایسا ہی کیا۔

مکہ معظمہ میں ایک شخص کی ہمیانی کھوئی گئی۔ اس نے ایک عابد پر شبہ کیا اور چوری کی تہمت لگائی۔ عابد نے پوچھا۔ ہمیانی میں کتنے دینار تھے۔ اس نے جس قدر دینار بتائے اتنے ہی دے دیئے۔ وہ شخص عابد سے دینار لے کر چلا تو راہ میں کسی نے کہا کہ کسی دوست نے نداق کے طور پر تمہاری ہمیانی چھپا دی تھی۔ وہ شخص عابد کے پاس گیا اور معذرت کے ساتھ دینار واپس کئے۔ لیکن عابد نے کہا میں ہرگز نہ لونگا۔ یہ رقم اللہ واسطے دے چکا ہوں۔ آخر وہ دینار فقیروں میں تقسیم کر دیئے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ فلاں چیز اس کی دوا ہے۔ فرمایا کہ میں دوا نہ کرونگا۔ شافی مطلق

خود شفا عطا فرمائیگا۔ وہ بیماری بڑھتی گئی۔ پھر لوگوں نے کہا کہ اس کی ایک مشہور اور مجرب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے مرض فوراً دور ہو جاتا ہے۔ فرمایا مجھے منظور نہیں کہ بیماری جاتی رہے۔ آخر ایک روز وحی نازل ہوئی۔ کہ اے موسےٰ قسم ہے اپنی عزت کی۔ کہ جب تک تم دوا نہ کھاؤ گے صحت نہ دونگا۔ آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی۔ پھر وحی آئی۔ کہ اے موسےٰ تم نے چاہا تھا کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کردو۔ دواؤں میں خاصیتیں میرے سوا کس نے پیدا کی ہیں۔

حضرت عمر ابن الحصینؓ کو کوئی بیماری ہوئی۔ لوگوں نے کہا۔ داغ لیجیے۔ آپ نے اس کو پسند نہ کیا۔ بیماری بڑھتی رہی۔ آخر لوگوں کے اصرار سے داغ لے لیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ داغ لینے سے پہلے میں ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ سب باتیں جاتی رہیں پھر استغفار کیا اور مطرف ابن عبداللہ سے کہا۔ کہ مدت کے بعد حق تعالےٰ نے مجھے وہ کرامت پھر عطا فرمائی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ طبیب کو بلائیے تو بہتر ہے۔ فرمایا کہ طبیب بھی مجھے

دیکھ کر کہہ چکا ہے۔ اِنّی افعلُ ما یُرید (یعنی جو مَیں چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں)

(یہ اس صورت میں درست ہے جب مریض صاحب کشف ہو اور اسے معلوم ہو گیا ہو کہ موت آپہنچی ہے)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں آہ آہ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ گناہوں کے سبب سے۔ پھر پوچھا کہ کسی چیز کی خواہش ہے فرمایا کہ رحمتِ خدا کی۔ پھر پوچھا کہ علاج کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ مَیں علاج سے بڑھ کر ایک شغل رکھتا ہوں۔

حضرت سہیلؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ قُوت کیا ہے۔ فرمایا حیّ و قیّوم کا ذکر۔ پھر پوچھا کہ قوام کیا ہے۔ فرمایا علم۔ پھر پوچھا کہ غذا کیا ہے۔ فرمایا ذکرِ الٰہی۔ پھر پوچھا کہ ہم بدن کی خوراک پوچھتے ہیں۔ فرمایا بدن سے دست بردار ہو جاؤ اور اس کو بنانے والے کے سپرد کر دو۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے ایک بیمار کے حق میں دعا کی کہ بارِ خدایا اس پر رحم کر۔ وحی آئی کہ یہ بیماری اس کے حق میں رحم ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے اور روحانی ترقی کا سبب۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کچھ لوگوں کو اچھا لباس پہنے دیکھا اور اس کا سبب پوچھا۔ لوگوں نے عرض کی کہ آج ان کی عید کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس دن ہم گناہ نہیں کرتے وہی ہماری عید کا دن ہے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم صداع (دردسر) کا ذکر کرتے تھے۔ ایک اعرابی نے کہا۔ کہ صداع تو کیا مجھے کبھی کوئی بیماری نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے دور ہو۔ جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اس سے کہہ دو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملک شام کو جاتے تھے۔ اطلاع ملی کہ وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہم وہاں نہ جائینگے۔ بعض نے کہا ہم قضا وقدر سے پرہیز نہ کریں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگیں گے۔ پھر فرمایا۔ کہ اگر دو وادیاں ہوں ایک سرسبز اور ایک خشک تو چرواہا بکریوں کو جس وادی میں لے جائے۔ وہ تقدیر الٰہی سے ہے۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کو بلایا۔ اور پوچھا کہ اس معاملہ میں آپ کی رائے کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے میں نے سُنا ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ فلاں جگہ وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ۔ اور جب تم وبا کی جگہ موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد اللہ میری رائے حدیث شریف کے موافق ہوئی۔ اور صحابہ کرامؓ بھی اس پر متفق ہوئے۔

صبر و شکر ایک شخص نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا مال چور لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کا مال کبھی چوری نہ جائے۔ اور جسم کبھی بیمار نہ ہو۔ اس میں خیر نہیں۔ حق تعالےٰ جب بندہ کو دوست رکھتا ہے تب ہی اس پر بلا نازل کرتا ہے۔

ایک دن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے۔ اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق میں ہے۔ مَیں اس سے متعجب ہوں۔ اگر نصرت کا حکم فرماتا ہے تو بھی راضی ہوتا ہے اور اس کی بھلائی ہوتی ہے۔ اور بلا نازل کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے۔ اور اس کی بھلائی ہوتی

ہے۔ یعنی بندہ بلا میں صبر اور نعمت پر شکر کرے۔ دونوں میں اس کی بھلائی ہے۔

ایک پیغمبر علیہ السلام نے مناجات کی کہ بار خدایا تو کافروں کو نعمت ریل پیل دیتا ہے اور مومنوں پر بلا نازل کرتا ہے۔ اس کا کیا سبب ہے۔ ارشاد ہوا کہ بندے اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہیں۔ مومن کے گناہ دیکھ کر ہم چاہتے ہیں کہ وہ مرتے وقت گناہوں سے پاک صاف ہو کر ہمارے سامنے آتے۔ اس لئے دنیا میں مبتلائے بلا کر کے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتے ہیں۔ اور کافر کی جو نیکیاں ہوتی ہیں دنیا میں نعمت دے کر ان کا بدلہ دے دیتے ہیں۔ کہ جب ہمارے دربار میں حاضر ہو تو اس کا کچھ حق باقی نہ ہو۔ تاکہ اس کو پورا عذاب دیا جائے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا۔ آپ نہایت مغموم ہوئے۔ دو فرشتے آدمیوں کی صورت میں جھگڑتے ہوئے آپ کے سامنے آئے۔ ایک نے کہا کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا۔ اس نے روند ڈالا اور ضائع کر دیا۔ دوسرے نے کہا کہ اس نے شاہراہ میں بیج بویا تھا چونکہ دائیں بائیں

راہ نہ تھی اس لئے ہم نے روند ڈالا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہ تھا۔ کہ راہ چلنے والوں سے خالی نہیں رہتی۔ پھر شاہراہ میں زیج کیوں بو یا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ یہ نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کی موت پر ماتمی لباس کیوں پہنا ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے استغفار کیا۔

تفکر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ یا روح اللہ روئے زمین پر کوئی بھی آپ کی مثل ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں وہ شخص جس کا کلام بالکل ذکر ہو۔ خاموشی فکر اور نظر سراسر عبرت ہو۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ عبادت میں سے اپنی آنکھوں کو حصّہ دیا کرو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیونکر۔ فرمایا کلام اللہ دیکھ کر پڑھا کرو۔ اس کے معنی میں تفکر کیا کرو۔ اور اس کے عجائبات سے عبرت لیا کرو۔

حضرت داوٴد طائیؒ ایک رات چھت پر بیٹھے ملکوت آسمان میں تفکّر کر رہے تھے۔ گریہ کی حالت طاری تھی روتے

روتے ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے۔ اس نے دھماکہ سنکر تلوار سنبھالی۔ سمجھا کہ چور کودا۔ جب دیکھا کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں تو پوچھا آپ کو کس نے گرادیا۔ فرمایا میں بے خبر تھا۔ مجھے معلوم نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ حق تعالےٰ کی ذات میں تفکر کرتے تھے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کی خلق میں تفکر کیا کرو۔ اس کی ذات میں تفکر نہ کیا کرو۔ اس لئے کہ اس کی تاب نہ لاسکوگے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رح کہتے ہیں کہ دنیا میں تفکر حجاب آخرت ہے اور آخرت میں تفکر کا حاصل حکمت اور دلوں کی زندگی ہے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھے امت پیش کی۔ میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ دو جہان میں بھری ہے۔ میں اس کی کثرت سے متعجب اور خوش ہوا۔ حق تعالےٰ نے پوچھا کہ کیا تم اپنی امت کی کثرت سے خوش ہوئے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ ارشاد کیا کہ بایں ہمہ

کل ستّر ہزار آدمی بے حساب جنّت میں جائیں گے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا جو منتر داغ اور فال پر کاربند نہیں ہوتے۔ اور خدا کے سوا کسی پر اعتماد نہیں کرتے۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ دُعا کیجیے۔ کہ حق تعالےٰ مجھے بھی ان ستّر ہزار میں شامل کرے۔ آپؐ نے دعا فرمائی۔ پھر ایک صحابی نے درخواست کی کہ میرے حق میں بھی یہی دعا فرمائیے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اس معاملہ میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جب کافروں نے آگ میں پھینک دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے کہا۔ حسبی اللہ و نعم الوکیل۔ اسی وقت حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے اور پوچھا اے ابراہیم تمہیں کچھ حاجت ہے۔ فرمایا۔ "تم سے کچھ حاجت نہیں"۔ حسبی اللہ کے عہد کو پورا کرنے کے باعث حق تعالےٰ نے آپ کی تعریف کی اور فرمایا۔ وابراہیم الذی وفیّٰ۔

حضرت ہرم ابن حبان نے حضرت اویس قرنی رضؓ سے پوچھا کہ میں کس ملک میں سکونت اختیار کروں۔ فرمایا شام میں۔ پوچھا۔

کہ وہاں روزی کس طرح ملے گی۔ فرمایا کہ ایسے دلوں پر افسوس ہے جو شک سے مغلوب ہیں اور نصیحت قبول نہیں کرتے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ متوکل تھے اور آپ سے توکل کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہوا۔ اس کے باوجود کپڑوں کا بقچہ اُٹھا کر تجارت کو جایا کرتے۔ عہد خلافت میں لوگوں نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ تجارت کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر میں اپنے عیال کو ضائع کر دوں تو اور لوگوں کو بہت جلد ضائع کر دونگا۔ اس کے بعد اصحاب نے آپ کے واسطے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کر دی اور آپ تمام وقت خلافت کے کاروبار میں صرف کرنے لگے۔

ایک اعرابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ اُونٹ کیا ہوا۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مَیں نے اُسے جنگل میں چھوڑ دیا۔ اور توکل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے باندھ اور توکل کر۔

ایک شخص نے حضرت بشر حافی رحؒ کو بعد وفات خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ آپ کا اور عبدالوہاب دراق کا کیا حال

ہے۔ جواب دیا کہ عبدالوہاب کو اس وقت بہشت میں کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہوں۔ پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ حق تعالے کو علم تھا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت نہیں اس وجہ سے اپنا دیدار نصیب کیا۔

حضرت علی ابن الموفق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں بہشت کو دیکھا بہت لوگ وہاں کھانا کھاتے تھے۔ لیکن ایک شخص حضرت قدوس میں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ میں نے رضواں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب دیا معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اس نے نہ خوف سے عبادت کی ہے نہ بہشت کی امید پر اس کے واسطے حق تعالے نے اپنا دیدار مباح کر دیا ہے۔

حضرت موسے علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدایا تو کہاں ہے کہ تجھے ڈھونڈوں۔

ارشاد ہوا کہ اے موسے جب تو نے مجھے ڈھونڈنے کا قصد کیا پالیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد زمین پر بسنے والوں کو میری طرف سے خبر دے کہ میں اس کا دوست

ہوں۔ جو مجھے دوست رکھے۔ اور اس کا ہم نشین ہوں جو میرے ساتھ خلوت میں بیٹھے۔ اور اس کا مونس ہوں جو میری یاد سے اُنس کرے۔ اور اس کا رفیق ہوں جو میرا رفیق ہے۔ اور اس کا برگزیدہ کرنے والا ہوں جو مجھے برگزیدہ کرے۔ جس بندہ کو میں جانتا ہوں کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے اسے اوروں پر مقدم رکھتا ہوں۔ اور جو مجھے ڈھونڈیگا بے شک پائیگا۔ اور جو شخص غیر کی طلب کریگا۔ مجھے نہ پائے گا۔ اے زمین والو جن کاموں پر تم فریفتہ ہو ان میں تامل کرو میری محبت مجالست اور موانست کی طرف متوجہ رہو۔ اور میرے ساتھ انس کرو تاکہ میں تمہارے ساتھ انس کروں۔ میں نے اپنے دوستوں کی سرشت اور طینت اپنے دوست ابراہیم اور اپنے ہمرازوں کی سرشت اور طینت سے پیدا کی ہے۔ اور اپنے ثنا خواں کے دل کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور اپنے جلال سے پرورش کیا ہے۔

ایک نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہیں کہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست

رکھتا ہوں۔ وہ میرے آرزومند ہیں اور مَیں ان کا آرزومند ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور مَیں انہیں یاد کرتا ہوں اُن کی نظر میری طرف ہے۔ اور میری نظر ان کی طرف۔

کچھ لوگوں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ حق تعالےٰ سے پوچھئے کہ وہ کیا بات ہے جس میں تیری رضا حاصل ہو۔ وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو۔ مَیں تم سے راضی رہونگا۔

حضرت داوٗد علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے دوستوں کو دُنیا کے غم سے کیا کام۔ دُنیا کا غم ان کے دل سے مناجات کی لذت کو دُور کر دے گا۔ مَیں اپنے دوستوں سے اسی بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ کسی چیز کا غم نہ کھائیں اور دُنیا سے دل نہ لگائیں۔

حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کا ناخن اُکھڑ گیا۔ وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت فتح موصلیؒ نے پوچھا کہ تمہیں درد نہیں معلوم ہوتا۔ کہا کہ مجھے ثواب کی خوشی اس قدر ہے کہ تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ ایک درد میں
مبتلا تھے۔ لوگوں نے کہا۔ آپ دوا کیوں نہیں
کرتے۔ فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ دوست کا دیا ہوا درد
باعث تکلیف نہیں ہوتا۔

حضرت بشر حافی رحؒ نے ایک شخص کو بغداد میں دیکھا کہ
لوگوں نے اس کے بہت لاٹھیاں ماریں۔ لیکن اس نے
اُف بھی نہ کی۔ آپ نے پوچھا کہ اے شخص تُو نے
واویلا کیوں نہ کی۔ اس نے جواب دیا کہ سامنے معشوق
دیکھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو شاہد حقیقی (حق تعالیٰ)
کو دیکھتا تو کیا کرتا۔ اس نے ایک نعرہ مارا اور گرتے ہی
واصل بحق ہوگیا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں شہر
عبادان کی طرف جاتا تھا۔ ایک جذامی کو دیکھا کہ زمین پر
پڑا ہے۔ اور چیونٹیاں اُس کا گوشت کھا رہی ہیں۔ میں
اور ترس کھا کر اس کا سر زانو پر رکھ کر بیٹھ گیا۔ جذامی
ہوش آیا تو کہنے لگا کہ یہ کونسا فضول تھا جس نے میرے
اور میرے مالک کے درمیان دخل دیا۔

ایک شخص جنگل میں رہتا تھا۔ خدا کے ہر حکم پر راضی
ہو کر کہتا۔ کہ اسی میں خیر ہے۔ ایک کتا اس کے سامان
کی حفاظت کرتا۔ ایک گدھا باربرداری کے لئے تھا
اور ایک مرغ صبح کو جگانے کے لئے۔ ایک روز بھیڑیے
نے گدھے کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اس شخص نے کہا کہ اس
میں خیر ہے۔ دوسرے دن کتے نے مرغ کو مار ڈالا
اس شخص نے حسب معمول کہا۔ اسی میں خیر ہے۔ چند
روز بعد کتا بھی مر گیا۔ پھر اس نے یہی کہا کہ اسی میں خیر
ہے۔ اس کے اہل و عیال اس بات سے آزردہ
ہو کر کہنے لگے۔ کہ جو حادثہ اور نقصان ہوتا ہے آپ کہتے
ہیں کہ اسی میں خیر ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس لئے
یہ جانور جو ہمارے ہاتھ پاؤں تھے ہلاک ہو گئے۔ اس شخص
نے کہا کہ اس میں خیر ہے۔ ان کے قریب کچھ اور لوگ
بھی رہتے تھے۔ ایک رات کو ڈاکو آئے۔ ان کو مار ڈالا
اور تمام سامان لوٹ کر لے گئے۔ کتے اور مرغ کے
ہونے کے باعث اس شخص کے جان و مال کو کوئی نقصان
نہ پہنچا۔

پڑوسیوں کے لوٹے اور مارے جانے کے بعد اس شخص نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ ہماری خیر اسی نقصان میں تھی۔ اگر وہ کتّا موجود ہوتا تو ڈاکو ہمیں بھی لوٹ لیتے اور مار ڈالتے۔ خدا کے کام کی بہتری اسی کو معلوم ہے۔

لوگوں نے حضرت شبلیؒ کو شفاخانہ امراض دماغی میں بھیج دیا۔ کچھ لوگ ان کے پاس گئے پوچھا تم کون ہو انہوں جواب دیا آپ کے دوست۔ حضرت شبلی انہیں پتھر مارنے لگے۔ وہ بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو۔ سچے ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کچھ لوگوں کی طرف سے گذرے۔ ان کے قہقہوں کی آواز بلند تھی۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو تم اپنی مجلس میں اس چیز کا ذکر کرو جو سب لذّتوں کو مکدّر کر دیتی ہے۔ ان لوگوں نے پوچھا کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا موت۔

کسی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک شخص کی تعریف کی۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کبھی موت کا

ذکر بھی کرتا ہے ؟ عرض کی یا رسول اللہ صلعم موت کا ذکر
نے اس سے کبھی نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جیسا
سمجھتے ہو وہ شخص ویسا نہیں۔

انصار میں سے ایک شخص نے حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ سب سے زیادہ دانا
کریم کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے
اور زاد آخرت تیار کرنے کا حریص ہو۔

مطبوعہ
انتظامی پریس حیدرآباد دکن

سلسلہ تعلیم الاسلام

(مولفہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی)

مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کی خاطر یہ سلسلہ تجویز کیا گیا ہے

تعلیم الاسلام کا اُردو قاعدہ — اس میں اُردو حروف تہجی کے بعد حرفوں کے جوڑ میل۔ انکی مختلف صورتیں اور ترکیبیں درج کی گئی ہیں تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۲۰ صفحے۔ قیمت دو آنے۔

تعلیم الاسلام کا پہلا حصہ — اسمیں اسلامی عقائد و اعمال کے چھوٹے چھوٹے مسائل سوال وجواب کے پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ زبان نہایت آسان ہے تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۳۲ صفحے قیمت۔ تین آنے۔

تعلیم الاسلام کا دوسرا حصہ — اس میں ایک شعبہ تعلیم الاسلام یا اسلامی عقائد کا اور دوسرا تعلیم الارکان یا اسلامی اعمال کا درج ہے۔ سوال وجواب بچوں کی سمجھ کے مطابق ہیں۔ حجم ۴۸ صفحے۔ قیمت۔ ۴ر

تعلیم الاسلام کا تیسرا حصہ — اس میں اسلامی عقائد و اعمال کی توضیح ہے۔ مگر مسائل زیادہ کھول کر بیان کئے گئے ہیں۔ تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۱۵۸ صفحے۔ قیمت۔ آٹھ آنے

تعلیم الاسلام کا چوتھا حصہ — اسمیں اسلامی عقائد و اعمال کا تذکرہ بڑے بچوں کی استعداد کے مطابق کیا گیا ہے۔ تقطیع $\frac{20 \times 30}{16}$ حجم ۱۱۴ صفحے۔ قیمت۔ آٹھ آنے

مذہبی کتابوں کا سٹ

بچوں کیلئے نہایت ضروری

حیات النبیؐ۔ سیرت مقدس آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔ علامہ شبلی کی مستند عربی تاریخ بدالاسلام کے فارسی ترجمہ کا اردو خلاصہ۔ تقطیع ۵ × ۷½ انچ۔ حجم ۵۶ صفحے۔ قیمت۔ چھ آنے۔

سیرت الصدیقؓ حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیقؓ کی مطہر زندگی کے حالات مختصر طور پر ابتدائے ولادت سے وفات شریف تک۔ تقطیع ۵ × ۷½ انچ۔ حجم ۵۶ صفحے۔ قیمت پانچ آنے۔

سیرت عمرؓ۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کی مبارک سوانح عمری، مختصر طور پر ابتدائے ولادت سے وفات شریف تک کے حالات۔ تقطیع ۵ × ۷½ انچ حجم ۴۷ صفحے۔ قیمت۔ چار آنے۔

سیرت عثمانؓ۔ امیرالمومنین حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی معظم سوانح عمری مختصر طور پر ابتدائے ولادت سے وفات شریف تک کے حالات۔ تقطیع ۵ × ۷½ انچ۔ حجم ۳۲ صفحے۔ قیمت۔ تین آنے۔

سیرت علیؓ۔ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مکرم سوانح عمری مختصر طور پر ابتدائے ولادت سے وفات شریف تک۔ تقطیع ۵ × ۷½ انچ۔ حجم ۳۲ صفحے۔ قیمت۔ تین آنے۔

تاج کمپنی لمیٹڈ، قرآن منزل۔ ریلوے روڈ۔ لاہور

517

اسلامی کہانیاں

حصہ دوم

انعام اللہ خاں ناصر

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ ریلوے روڈ۔ لاہور